نمبر ۶۴ | مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۳۲ء یوم یکشنبہ | مطابق ۲۷ رجب ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۱۹۳۲ء
۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ہوگا

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے اس دفعہ ہمارا جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۲ء سے شروع ہو کر ۲۸ دسمبر تک رہے گا۔ جلسہ کا مفصل پروگرام اگرچہ بعد میں شائع کیا جائے گا۔ لیکن احباب کو ابھی سے اس مقدس اجتماع میں شریک ہونے کے لئے تیاری شروع کر دینی چاہئے ۲۶ دسمبر پیر کا دن ہوگا۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ قادیان کے روحانی فیوض اور برکات سے حصہ یاب ہونے کے لئے ایک دو روز پہلے یہاں پہونچ جائیں۔ اور یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے ساتھ غیر احمدی اصحاب کو بھی لائیں۔ تاکہ وہ بھی قادیان کے ایمان افزا حالات دیکھ کر اپنے اندر تبدیلی پیدا کر لیں:۔

جماعت احمدیہ کی ایک بزرگترین ہستی کا انتقال

نہایت ہی افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ ۲۳-۲۴ نومبر کی درمیانی رات کے ۱۲ بجے کے قریب جماعت احمدیہ کی بزرگ ترین ہستی یعنی حضرت میر ناصر نواب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ مکرمہ حضرت ام المومنین رضی۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی والدہ ماجدہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ اور حضور کے برادران گرامی قدر و ہمشیرگان کی نانی اماں کا چار۔ پانچ روز بعارضہ نمونیہ علیل رہنے کے بعد انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۳ سال کے قریب تھی۔ اور خدا کے فضل سے قویٰ بہت اچھی حالت میں تھے۔ خود چل پھر سکتی تھیں۔ حتیٰ کہ باریک خط کی کتب کا ابھی تک بغیر عینک کے مطالعہ فرمایا کرتی تھیں:۔

۱۲½ بجے دن کے حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے مکان سے جنازہ اٹھایا گیا اور نماز جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بہشتی مقبرہ کے پاس کے باغ میں پڑھائی۔ جس میں عورتوں اور مردوں کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ نماز کے بعد حضور نے خود جنازہ کو کندھا دیا۔ اور میت اس احاطہ میں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزار ہے۔ حضرت میر صاحب مرحوم کی قبر کے ساتھ دائیں طرف دفن کی گئی۔ قبر میں جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے اتارا۔ ایسے قیمتی اور بابرکت وجود کا دنیا سے اٹھ جانا جماعت کے لئے بہت ہی صدمہ اور افسوس کا موجب ہے۔ بیرونی جماعتیں نماز جنازہ پڑھیں۔ اور دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ حضرت نانی اماں صاحبہ کے مدارج عالیہ میں اضافہ فرمائے۔ آمین:۔

جناب حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ کے ہاں ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء کو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے:۔

اسلامی ممالک کی خبریں
اور
اہم کوائف

آسٹریلیا میں جامع مسجد کی تعمیر

آسٹریلیا کے پایۂ تخت میلبورن میں ایک جامع مسجد زیر تعمیر ہے۔ جس میں ہند چینی۔ مالابار۔ فلپائن۔ اور تارکان وطن اعراب بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ مسجد بہت عظیم الشان اور عربی فن تعمیر کا عمدہ نمونہ ہوگی۔ جس کے افتتاح کے لئے شاہ فلپائن کو دعوت دی جائے گی۔

مصر کی "وفد پارٹی" میں اختلاف

قاہرہ کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ مصر کی مشہور حریت پرور جماعت "وفد پارٹی" کے ارکان میں بعض سیاسی مسائل پر چونکہ اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے جماعت کے سرگرم کارکن محمد نجیب غرابی پاشا نے استعفےٰ داخل کر دیا۔ لیکن صدر نحاس پاشا نے ان سے استعفےٰ واپس لینے کی درخواست کی۔ اور آپ نے اسے واپس لے لیا ہے۔

جزیرہ بحرین کی ملکیت کا جھگڑا

جزیرہ بحرین کی ملکیت کے متعلق حکومت ایران و برطانیہ میں ۱۹۲۷ء سے جو جھگڑا چلا آتا ہے۔ وہ اس امر کے پیش نظر کہ بحرین میں پٹرول کے چشمے دریافت ہوئے ہیں۔ زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ حکومت روس اس سلسلہ میں ایران کی تائید کر رہی ہے۔ یہ قضیہ مجلس اقوام کے پیش ہے۔ لیکن عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ایران کے حق کو تسلیم نہ کرے گی۔ اور اس طرح بین الاقوامی تصادم کا خطرہ ہے۔

فلسطین میں مزید یہودیوں کی آمد

فلسطین میں یہودیوں کی آبادی کو بڑھانے کے لئے حکومت برطانیہ کی حکمت عملی۔ روز بروز زیادہ نمایاں ہوتی جا رہی ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس نے اجازت دے دی ہے۔ کہ آئندہ چھ ماہ کے عرصہ میں ساڑھے چار ہزار یہودی مزدور اپنے اہل و عیال سمیت فلسطین میں آباد ہو جائیں۔

کرکوک اور شرق اردن کے درمیان ٹیلیفون

محکمہ پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف نے اعلان کیا ہے۔ کہ چودہ جمادی الثانی تک کرکوک اور شرق اردن کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ جاری کر دیا جائے گا۔

ترکی انجنیئر کا طیارہ

ترکی کے ایک مشہور انجنیئر صلاح الدین بک نے ایک طیارہ تیار کیا ہے۔ جو مکمل ہو چکا ہے۔ آزمائش بھی کر لی گئی ہے۔ اور اس کی رفتار فی گھنٹہ ۲۰۰ کیلومیٹر سے زیادہ ہے۔

حکومت ترکیہ کا تردیدی اعلان

چند روز سے قسطنطنیہ میں یہ خبر بڑے زور سے پھیل رہی تھی۔ کہ حکومت جامع سلطان احمد کو فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس پر حکومت نے ایک اعلان کیا ہے۔ کہ مساجد قومی ملکیت ہیں۔ اور حکومت انہیں فروخت کرنے کا حق نہیں رکھتی۔

شام میں دیاسلائی کا کارخانہ

عربی اخبارات راوی ہیں۔ کہ شام میں ایک کمپنی قائم ہوئی ہے جو بیروت میں دیاسلائی بنانے کا کارخانہ قائم کرے گی۔ جس میں روزانہ دیاسلائی کے تین ہزار بکس تیار ہوا کریں گے۔

حکومت حجاز کا اعلان

حکومت حجاز نے اعلان کیا ہے۔ کہ جمال غزنوی جو ان دنوں سیاحت ہند میں مصروف ہیں۔ جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے۔ نہ تو حکومت حجاز کے وزیر حربیہ ہیں۔ اور نہ کوئی اور عہدیدار۔ بلکہ بالکل پرائیویٹ حیثیت سے سیاحت کر رہے ہیں۔

افغانستان میں امن و امان

کابل کی تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ افغانستان میں بد امنی یا شورش وغیرہ کی جو خبریں بعض فتنہ انگیز اخبار شائع کر رہے ہیں۔ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہیں۔ وہاں کسی قسم کی کوئی شورش نہیں۔ بلکہ کامل امن و امان ہے۔

ریاض میں عربی قبائل کے وفود

سلطان ابن سعود جب ریاض میں آکر ٹھہرتے ہیں۔ تو عربی قبائل کے وفود استحکام تعلقات اور اپنی ضروریات پیش کرنے کے لئے ان کے پاس آتے ہیں۔ معاصر ام القریٰ راوی ہے۔ کہ امسال یہ وفود اس کثرت سے آئے ہیں۔ کہ پہلے کبھی نہیں آئے۔ ان دنوں سلطان کے دستر خوان پر بیک وقت نو ہزار مہمان کھانا کھاتے ہیں۔ سلطان کا سلوک سب سے مساویانہ ہوتا ہے۔

عدن کے یہودیوں کا دعوےٰ مسترد

گزشتہ مارچ میں عدن کے یہودیوں اور مسلمانوں میں ایک ہنگامہ ہو گیا تھا۔ جس میں یہودیوں کو مالی لحاظ سے نقصان اٹھانا پڑا انہوں نے حکومت ہند سے درخواست کی۔ کہ اس نقصان کا ازالہ کیا جائے۔ لیکن حکومت ہند نے یہ مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔

بیت المقدس کے جدید محلے

بیت المقدس سے باہر اس وقت تک ۲۸ نئے محلے آباد ہیں جن کا نام یہودیوں اور عیسائیوں کے ناموں پر رکھا گیا ہے۔ عربوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا ہے کیونکہ یہ اسلامی تہذیب کے لئے نقصان رساں ہے۔

یو پی سے جلسہ سالانہ پر آنیوالے پیدل احمدیوں کا قافلہ

ڈاکٹر عبدالحی صاحب مبلغ علاقہ آگرہ لکھتے ہیں:-

ان دنوں احمدیوں کو سالانہ جلسہ پر جانے کی ترغیب دے رہا ہوں۔ خدا کے فضل سے اس وقت تک ایک قافلہ تیار ہو گیا ہے۔ جو قادیان جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے پیدل روانہ ہوگا۔ انشاء اللہ یہ قافلہ دسمبر میں سانذھن سے کوچ کرے گا۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے ڈاکٹر صاحب موصوف کو لکھا گیا ہے۔ کہ اس بات کا بھی انتظام کریں۔ کہ یہ قافلہ راستہ میں تبلیغ احمدیت کرتا آئے۔ دوسرے لوگوں اور خصوصیت سے احمدیوں کو سالانہ جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت دے۔

الفضل کے وی پی

نمبر ۲۶۲۔ الفضل مورخہ ۲۲۔ نومبر صفحہ ۱۰ پر ان خریداران الفضل کی فہرست چھپ چکی ہے۔ جن کا چندہ سالانہ ۱۶۔ نومبر تا ۱۵۔ دسمبر کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ براہ مہربانی یہ صاحبان آئندہ کے لئے پیشگی قیمت اخبار سالانہ یا ششماہی بذریعہ منی آرڈر مرحمت فرمائیں۔ ورنہ ۳۔ دسمبر کے وی۔ پی وصول کرنے کے لئے تیار رہیں۔ جلسہ سالانہ پر نہ ڈالیں۔ کیونکہ الفضل کے اخراجات کثیر اس تعویق کے متحمل نہیں۔ (منیجر)

جامعہ احمدیہ کے تبلیغی وفد کا پروگرام

جامعہ احمدیہ کے طلباء کے جس تبلیغی وفد کا ذکر ایک گزشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ اس کا پروگرام حسب ذیل ہوگا۔

پھلور و لدھیانہ ۲۷ نومبر۔ انبالہ شہر ۲۸۔ نومبر۔ دہلی ۲۹۔ نومبر۔ یہاں یکم دسمبر تک قیام رہے گا۔ علیگڑھ ۲۔ دسمبر۔ دہلی ۴۔ دسمبر۔ میرٹھ ۵۔ دسمبر۔ دیوبند و سہارنپور ۷۔ دسمبر۔ امرتسر ۹۔ دسمبر۔ قادیان ۹۔ دسمبر۔ (پرنسپل جامعہ احمدیہ)

اطلاع

میں نے طبی ضروریات کے ماتحت ۲۴ نومبر سے ایک ماہ کی رخصت حاصل کی ہے میرے بعد مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اخبار کے انچارج ہونگے۔ خاکسار

غلام نبی ایڈیٹر الفضل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ٦٤ | قادیان دارالامان مورخہ ٢٧ نومبر ١٩٣٢ء | جلد ٢٠

بڈھلاڈا کے حادثہ نے ہندوؤں کی خطرناک سازش کو بے نقاب کر دیا

کیا مسلمان اپنے مظلوم بھائیوں کی حفاظت کے لئے کچھ نہ کریں گے

تباہ کن سازش

مشرقی پنجاب کے اضلاع حصار - رہتک - کرنال - اور گوڑگانواں میں چونکہ غیر مسلموں کو ہر طرح مسلمانوں پر غلبہ - اور اقتدار حاصل ہے - اس لئے وہ ایک عرصہ سے اس کوشش میں مصروف ہیں - کہ یا تو اس علاقہ کے غریب اور مفلوک الحال مسلمانوں کو اپنے گھر بار چھوڑ کر - اور چلے جانے پر مجبور کر دیں - یا جبر و تشدد - ظلم اور جور سے اس قدر مرعوب اور خوف زدہ بنا دیں کہ وہ غیر مسلموں کے سامنے سر نہ اٹھا سکیں - اور ہر قسم کی ذلت و خواری برداشت کرتے رہیں ؛

ہندو اپنے اس خوفناک ارادہ اور تباہ کن سازش کے لئے ایک عرصہ سے اندر ہی اندر تیاریاں کرتے رہے حتےٰ کہ ان کے نزدیک وہ وقت آگیا - جب انہوں نے اپنے خفیہ منصوبوں کو عملی شکل دینے کا تہیہ کر لیا - اس سلسلہ میں چھوٹے موٹے واقعات کے علاوہ ایک نہایت خطرناک حادثہ اس وقت رونما ہوا - جبکہ ایک خونی ڈاکو ہر پھول نامی نے جو قتل اور ڈکیتی کے جرموں کی وجہ سے مفرور اور روپوش تھا - ٹوہانہ کے ایک دو نہیں بلکہ اکٹھے گیارہ مسلمانوں کو گولیوں کے ذریعہ ہلاک کر دیا - اور اس کے بعد بھی ہندوؤں کی پناہ میں رہ کر مسلمانوں پر قاتلانہ حملے کرتا رہا ؛

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک خطبہ

جب اس طرح مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرنے کے حادثات رونما ہوئے - تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ایک طرف تو مسلمانان پنجاب کو اس علاقہ کے بے کس و بے بس مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی خطرناک سازش پر روشنی ڈالتے ہوئے اور مسلمانوں کی حالتِ زار کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ان کی حفاظت کی ضرورت بتلائی - اور دوسری طرف حکومت سے مطالبہ کیا - کہ ایسے ظالمانہ اور بے رحمانہ افعال کے انسداد کا انتظام کرے ؛

ہر پھول کی گرفتاری اور سزائے پھانسی

حکومت نے اتنا تو کیا - کہ سفاک ہر پھول جو بہت سے بے گناہ مسلمانوں کا خون بہانے کے باوجود گرفتار نہ ہوا تھا - اور اپنے حامیوں کی پناہ میں رہ کر مسلمانوں کی مزید خونریزی کی خطرناک تیاریوں میں مصروف تھا - اسے خاص انتظام کے ذریعہ گرفتار کر لیا - اور آخر پھانسی پر لٹکا دیا - لیکن افسوس کہ پنجاب کے مسلمانوں نے کوئی توجہ نہ کی - اور اپنے مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے کچھ نہ کیا ؛

سازش کو مزید تقویت

حکومت نے چونکہ کئی ایک مسلمانوں کے خون کے بدلے جو خطرناک سازش کا نتیجہ تھے - صرف ہر پھول کو پھانسی دینے پر اکتفا کیا - اور اس سازش کا سراغ لگانے اور اس کا قلع قمع کرنے کے لئے کوئی کارروائی نہ کی - جس کا ہر پھول ایک پرزہ تھا - اس لئے اصل خرابی قائم رہی - بلکہ ہر پھول کو اس علاقہ کے ہندوؤں نے ہیرو قرار دے کر اور اس کی تعریف و توصیف کے گیت بنا کر سازش کو اور زیادہ تقویت دینی شروع کر دی - اس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے حادثات پہلے سے بھی زیادہ خطرناک صورت میں ظاہر ہونے لگے - چنانچہ ضلع کرنال کے ایک قصبہ پونڈری میں ہندو دلوں نے ہلاکت آفرین اسلحہ کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کر کے کئی ایک نہتے مسلمانوں کو ہلاک اور متعدد کو زخمی کر دیا - اس کے بعد بڈھلاڈا کا وہ واقعہ رونما ہوا - جو تمام سابقہ حادثات کے مظالم پر سبقت لے گیا - کئی ایک ہندو بندوقوں سے مسلح ہو کر بڈھلاڈا - اور اس کے قریب کے گاؤں تلونڈی کے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے - اور جو مسلمان مرد اور عورت اور بچہ ان کے سامنے آیا - اسے خاک و خون میں لوٹا دیا ؛

حادثہ بڈھلاڈا کی رپورٹ

اس روح فرسا حادثہ کی اطلاع جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پہونچی - اور اس کے ساتھ ہی اس علاقہ کے مسلمانوں نے امداد کے لئے دردناک درخواست کی - تو حضور نے تفصیلی حالات کا پتہ لگانے - اور اس سازش کو پایہ ثبوت تک پہونچانے کے لئے جو اس قسم کے پے در پے واقعات کی تہ میں کام کر رہی تھی - اپنے ایک خادم صوفی عبد القدیر صاحب بی - اے - سابق مسلم مشنری انگلستان کو جائے وقوع پر جا کر ضروری حالات کی رپورٹ مرتب کرنے کے لئے بھیجا - صوفی صاحب موصوف نے نہایت کوشش اور سرگرمی سے پوری پوری تحقیق و تفتیش کے بعد جو رپورٹ حضور کی خدمت میں پیش کی ہے - وہ اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے - اور اس قابل ہے - کہ ہر مسلمان نہایت غور و توجہ سے اس کا مطالعہ کرے - اور دیکھے کہ اس علاقہ کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے لئے کس قدر وسیع اور کتنی خطرناک سازش کام کر رہی ہے - اور اب بھی اگر پنجاب کے مسلمان اس علاقہ کے مسلمانوں کی حفاظت کی طرف فوراً متوجہ نہ ہوئے - تو کس قدر اندوہناک نتائج مرتب ہونگے ؛

مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی سکیم

رپورٹ میں سب سے پہلے یہ بتایا گیا ہے - کہ اس قسم کے حادثات کا باعث ہندوؤں کی یہ سکیم ہے - کہ اس علاقہ کے مسلمانوں کو ہندوؤں سے اس درجہ خائف اور دہشت زدہ کر دیا جائے - کہ وہ آہستہ آہستہ اس علاقہ کو خالی کر جائیں - یا ایسے سہم جائیں اور ان کی جرأت و طاقتِ مقابلہ ایسی مسخ ہو جائے - کہ کسی مسلمان کو خوف زدہ کرنے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہو - کہ کوئی ہندو اس کی طرف ذرا تیور بدل کر دیکھ لے ؛

واقعات سے ثبوت

یہ بات یونہی نہیں کہدی گئی - بلکہ اسکی تائید میں واقعات کے رو سے ایسے ثبوت پیش کئے گئے ہیں - جن کا انکار ناممکن ہے - اور خود حادثۂ بڈھلاڈا اور تلونڈی کی جو تفصیلات پیش کی گئی ہیں - ان سے بھی ناقابل تردید طور پر ثابت ہے کہ وہ ایک منظم اور سوچی سمجھی ہوئی سازش کا نتیجہ ہیں - جیسا کہ رپورٹ میں نہایت مدلل طریق سے ثابت کیا گیا ہے ؛

سازش کے سرغنے پہلے سے زیادہ دلیر ہو گئے

اس حادثہ سے جو نہایت اہم امر قدرتی طور پر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ہر پھول کو اپنا آلۂ کار بنا کر مسلمانوں کی خونریزی کرائی تھی - ان کی سرگرمیاں مسلمانوں کا خون بہانے کیلئے اب بھی بدستور جاری ہیں - کیونکہ ہر پھول کے خونچکاں حادثات کے بعد بعینہٖ اسی قسم کے حادثات کا اسی

بنا پر یعنی گئوکشی کو رد کرنے کے لئے رونما ہونا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ اصل سرغنے اور اصل مجرم جو پس پردہ کام کر رہے ہیں۔ وُہ ہرپھول کے حادثہ کے بعد پکڑے نہیں گئے۔ اور برابر اپنی مسلم کش سرگرمیوں میں منہمک ہیں۔ بلکہ اب پہلے سے بھی زیادہ دلیر ہو گئے ہیں۔ کیونکہ پہلے اگر وُہ اس کام کے لئے ایک ہرپھول تیار کر سکے۔ تو اب انہوں نے تین اور ایک لحاظ سے چھ اسی قسم کے خون آشام درندے تیار کر لئے۔ اسی نتیجہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہرپھول کی چونکہ اس علاقہ میں مسلمانوں کو قتل کرنے کی وجہ سے بے حد تعریف و توصیف کی گئی۔ اس لئے دوسرے ہندوؤں نے بھی اس کی تقلید شروع کر دی ہے ؛

حکام کا افسوسناک طریق عمل

ان حالات میں نہایت ہی افسوسناک چیز ذمہ وار حکام کا وُہ طریق عمل ہے۔ جو انہوں نے اختیار کیا۔ اور جس کی وجہ سے مسلمانوں کی تباہی و بربادی کی سازش کرنے والوں کو تقویت حاصل ہوئی۔ اگر اس علاقہ کے ذمہ وار حکام ان مظالم اور سفاکیوں کا انسداد کرنے کے متعلق اپنے فرائض ادا کرتے۔ تو ناممکن تھا کہ نوبت یہاں تک پہونچ جاتی۔ لیکن رپورٹ میں پیش کردہ واقعات سے ثابت ہے۔ کہ مسلمانوں پر ہندوؤں نے پے بہ پے مظالم کئے صریح طور پر زیادتیاں کیں۔ ہر رنگ اور ہر طریق سے مسلمانوں کی تباہی کے سامان کئے۔ لیکن ان کا انسداد کرنے کی بجائے حوصلہ افزائی ہوتی رہی ؛

مسلمانان پنجاب متوجہ ہوں

غرض ان سب حالات نے مل ملا کر اب ایسی صورت پیدا کر دی ہے۔ کہ اس علاقہ کے مسلمانوں کو ہندوؤں نے کچل کر رکھ دیا ہے۔ اور اب بھی اگر ان کی حفاظت اور انہیں مظالم سے بچانے کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ تو ہندوؤں نے جس مطلب اور مدعا کو پیش نظر رکھ کر مسلمانوں کے خلاف سازش کر رکھی ہے۔ اس کے پورے ہونے میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے گی۔ ضرورت ہے۔ کہ مسلمانان پنجاب متفقہ طور پر ایک طرف تو حکومت سے مطالبہ کریں۔ کہ اس علاقہ کے مسلمانوں پر ہندوؤں کی طرف سے جو مظالم کئے جا رہے ہیں۔ ان کا پوری قوت کے ساتھ انسداد کرے۔ اور مسلمانوں کی تباہی کی سازش کرنے والے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ اور دوسری طرف ان مسلمانوں میں زندہ رہنے اور باعزت زندگی بسر کرنے کی اہلیت پیدا کرنے کے انتظامات کئے جائیں۔ ان پر جو مظالم ہو رہے ہیں۔ ان کے ازالہ کی ہر ممکن کوشش کی جائے اور ہر ممکن امداد دی جائے۔ یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ ان لوگوں کی تباہی و بربادی کا اثر دوسرے مسلمانوں پر کچھ نہ پڑے گا۔ اگر ہندوؤں کو اس علاقہ کے متعلق اپنے منصوبوں میں کامیابی ہو گئی۔ تو یقیناً وہ دوسرے علاقوں میں بھی انہی حربوں سے کام لیں گے۔ اور مسلمانوں کے لئے پنجاب میں زندہ رہنا محال بنا دیں گے ؛

نمائندگانِ الٰہ آباد کانفرنس کی ستم ظریفی

الٰہ آباد کانفرنس میں شریک ہونے والے ہندو مسلمانوں کی ستم ظریفی دیکھئے۔ ایک طرف تو کانفرنس کے صدر دیجے راگھو آچاریہ جی کانفرنس کا خاتمہ کرنے کے معاً بعد اپنی صدارت میں ہندو مہاسبھا کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد کر کے یہ ریزولیوشن پاس کراتے ہیں۔ کہ

"یہ کمیٹی سمجھتی ہے۔ کہ کسی بھی خلاف قومیت مطالبہ کو چاہے وُہ کسی فرقہ کی طرف سے ہو۔ منظور کرنا فرقہ وارانہ اتحاد اور قومیت کی پائیداری کے منافی ہے۔ اس لئے کمیٹی جہاں فرقہ وارانہ مصالحت کی کوششوں کا خیر مقدم کرتی ہے۔ وہاں اعلان کر دینا چاہتی ہے۔ کہ ہندو مہاسبھا کسی ایسے پیکٹ کو تسلیم نہیں کرے گی۔ جو مشکوک قوم پرستی پر مبنی ہوگا۔ یا قومیت متحدہ کے نشو و نما کے لئے خطرناک ہوگا"

دوسری طرف شیخ عبدالمجید سندھی جو ہندوؤں سے مصالحت کی خاطر جان تک دے دینے کا اعلان کر چکے ہیں۔ یہ فرما رہے ہیں۔ کہ الٰہ آباد کانفرنس کا کوئی فیصلہ آخری اور لازمی نہیں ہے۔ ان فیصلوں پر کانفرنس میں شریک ہونے والے سب لیڈروں نے دستخط ثبت نہیں کئے۔ شیخ صاحب خود ان کے متعلق بعض اہم ترمیمیں پیش کرنے والے ہیں ؛

لیکن باوجود اس کے ہندوستان کے طول و عرض میں یہ اعلان کر دیا گیا۔ کہ الٰہ آباد کانفرنس کی تجویز کردہ قراردادوں کے نتیجہ کے طور پر ہندوستان کی بڑی بڑی اقوام کے درمیان کامل اتحاد ہو گیا ہے۔ حتےٰ کہ اس گفت و شنید میں حصہ لینے والے سرکردہ ہندوؤں میں سے ایک نے لنڈن بھی یہ تار بھیج دیا۔ کہ کانفرنس نے فرقہ وارانہ مسئلہ کا حل کر لیا ہے۔ یہ عجیب حل ہے۔ جس کے خلاف کانفرنس کے صدر صاحب مہاسبھا کے ذریعہ ہندوؤں کی ناراضی کا اعلان کر رہے ہیں۔ جس کے متعلق کانفرنس کے دلدادہ مسلمان کئی ایک ترمیمیں پیش کرنے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں ؛

جس حل کی خود حل کرنے والوں کے نزدیک یہ حقیقت ہو۔ اسے کوئی اور کیونکر وقعت دے سکتا۔ اور قابل التفات سمجھنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔ اور ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم کانفرنس کونسل آل انڈیا مسلم لیگ۔ اور جمعیۃ العلماء ہند کانپور نے بہت اچھا کیا۔ کہ الٰہ آباد کانفرنس کے منظور کردہ مسودہ تجاویز کے متعلق حسب ذیل متحدہ اعلان کر دیا کہ "سمجھوتہ کی مجوزہ بنیاد مسلم مفاد کے لئے ضرر رساں۔ ناقابل عمل۔ اور ناقابل قبول ہے"؛

اس سے ان مسلمانوں کو جنہوں نے الٰہ آباد میں بیٹھ کر وُہ باتیں منظور کر لیں۔ جو ہندوؤں نے ان کے سامنے رکھیں۔ معلوم ہو جائے گا۔ کہ عام مسلمان ان کے فیصلوں کو اپنے لئے سخت نقصان رساں سمجھتے اور انہیں کچھ بھی وقعت دینے کے لئے تیار نہیں ؛

گاندھی جی کو چیلنج اور اس کا جواب

گاندھی جی کے اس ادعا کے متعلق کہ انہوں نے فاقہ کشی پرماتما کے حکم سے شروع کی تھی۔ اور اگر پھر کبھی ایسا ہی کیا۔ تو پرمیشور کے حکم سے کریں گے۔ ہم نے انہیں چیلنج دیتے ہوئے لکھا تھا:۔

"یہ بالکل ناممکن ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کسی پر کوئی ایسا حکم نازل کرے جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہو۔ یہ قطعاً محال ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی اس کامل شریعت کی پابندی کئے بغیر جس کا نام اسلام ہے۔ اور اس سید ولد آدم کی غلامی اختیار کئے بغیر جس کا نام محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کوئی شخص خدا تعالےٰ کے کلام کا مورد بن سکے۔ ہم اس بارے میں گاندھی جی کو کھلا چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وُہ آئیں۔ اور اپنے اوپر خدا کا کوئی حکم نازل ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ یوں دعوےٰ کر لینا آسان ہے۔ لیکن یہ ناممکن ہے۔ کہ وُہ کوئی ثبوت پیش کر سکیں"

"پرکاش" (۲۰۔ نومبر) نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ

"قادیانی اپنے مونہہ میاں مٹھو بننے میں طاق ہیں۔ لیکن دُنیا ان کے اس میاں مٹھوپن کو اس سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتی۔ جس کا یہ مستحق ہے"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہمارا چیلنج گاندھی جی۔ اور ان کے چیلوں کو قبول کرنے کی قطعاً ہمت نہیں۔ اپنے مونہہ میاں مٹھو بننے کا کیا مطلب۔ ذرا گاندھی جی کو میدان مقابلہ میں لائیے۔ اور ان سے کہئے۔ اپنے اُوپر خدا کا حکم نازل ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ دُنیا خود فیصلہ کرے گی۔ کہ اس دعوےٰ میں وُہ کہاں تک راستی پر ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ گاندھی جی اس منزل سے واقف ہی نہیں۔ جہاں خدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور نہ کبھی ممکن ہے۔ کہ جس راہ پر چل رہے ہیں۔ اسی پر چلتے ہوئے اس منزل تک پہونچ سکیں ؛

اچھوتوں کے مذہب میں دست اندازی

گاندھی جی نے اچھوتوں کے لئے جو ہدایات شائع کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ "وُہ مردار کو گندہ اور گائے کے گوشت کو ہندو دھرم میں نشدھ سمجھ کر تیاگ دیں" (ملاپ ۱۶۔ نومبر)

بے شک مردار کا گوشت کھانا تو سخت نقصان رساں ہے۔ اور طرح طرح کی بیماریوں کا موجب۔ لیکن گائے کا گوشت جس میں اس قسم کا کوئی نقص نہیں جب اچھوت اقوام کے مذہب میں جائز ہے۔ تو گاندھی جی کا اس کی مخالفت کرنا صریح طور پر ان اقوام کے مذہب میں دست اندازی ہے۔ اور یہ گویا اس بات کا ایک اور ثبوت ہے۔ کہ گاندھی جی کی غرض اچھوتوں کو ہندوؤں میں جذب کرنا ہے۔ نہ کہ ان کی قومیت کو قائم رکھ کے انہیں فائدہ پہونچانا ؛

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

مسئلہ میراث انبیاءؑ اور حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام

ایک بے بنیاد اعتراض کا جواب

ایک غلط خیال

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک مشہور حدیث ہے۔ جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ یعنی انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی۔ اور وہ جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے۔ اس حدیث کا مفہوم بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نبی کی جائداد کی وارث اس کی اولاد نہیں ہو سکتی ؛

ایک سوال

اس بارے میں قبل ازیں کئی دفعہ بشرح وبسط بتایا جا چکا ہے۔ کہ اس حدیث کا یہ مفہوم درست نہیں ہے۔ لیکن حال میں گورنمنٹ سکول آف انجنیئرنگ رسول کے ایک طالب علم نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پھر ایک بار اس پر روشنی ڈال دی جائے۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں :۔

"حضرت مسیح موعودؑ آنجہانی کی جائداد کا وارث آج کل کون ہے۔ اگر ان کی جائداد کے وارث حضرت خلیفہ ثانی جناب بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہ زہراؓ کو باغ فدک سے محروم کر دیا تھا۔ اور استدلال اس حدیث سے کیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ نبیوں کا ورثہ اور ترکہ نہیں ہوتا۔ بلکہ جو کچھ وہ چھوڑتے ہیں۔ وہ بیت المال میں داخل کیا جاتا ہے" ؛

جائداد دو قسم کی ہوتی ہے

یہ سوال اس وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ کہ انبیاء کی جائداد کے مسئلہ پر غور نہیں کیا گیا۔ نبیوں کی جائداد کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک تو ان کی شخصی یا جدی جائداد ہوتی ہے یعنی جسے وہ خود پیدا کرتے۔ یا ورثہ میں پاتے ہیں۔ اور دوسری وہ جائداد جو بحیثیت نبی اشاعت دین کی خاطر ان کے قبضہ میں دی جاتی ہے۔ جدی اور شخصی جائداد چونکہ ایک جداگانہ حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے اولاد کو اس سے محروم کر دینا کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا جب دنیا میں ہر شخص اپنے آباؤ اجداد کی جائداد کا وارث ہوتا ہے۔ تو آخر انبیاء کی اولاد نے کونسا جرم کیا ہے۔ کہ اسے اس عام حق سے محروم کر دیا جائے۔ ہاں ان اموال و جائداد کے متعلق جو بحیثیت نبی ایک نبی کے سپرد کی جاتی ہیں۔ توریث جائز نہیں۔ بلکہ وہ سب قوم کی مشترکہ چیز ہے ؛

باغ فدک

ان دو الگ الگ امور کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور ان دونو اقسام میں تمیز نہ کرنے کی وجہ سے ہی شیعہ حضرات نے ٹھوکر کھائی ہے۔ کیونکہ باغ فدک درحقیقت موخر الذکر قسم کی جائداد تھی۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ حد درجہ سخی اور غریب پرور تھے۔ اس لئے آپ نے ذاتی جائیداد تو کوئی پیدا ہی نہ کی۔ اور جدی طور پر بھی کوئی قابل ذکر وراثت آپ نے نہیں پائی تھی۔ اور باغ فدک وغیرہ جائدادیں جو آپ کے قبضہ میں تھیں۔ وہ بحیثیت نبی یا بادشاہ آپ کے سپرد ہوئی تھیں۔ اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں قومی اور ملی جائداد قرار دے کر آپ کی اولاد کو اس سے کوئی حصہ نہ دیا۔ لیکن اس کے یہ معنی کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتے کہ انبیا کی جائداد خواہ وہ جدی ہو۔ یا ذاتی پیدا کردہ ہی کیوں نہ ہو ان کی اولاد اس سے حصہ پانے کی حقدار نہیں ہوتی ؛

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائداد کا بھی یہی حال ہے۔ ایک تو وہ جائداد تھی۔ جو باغتبار جدی آپ کو حاصل ہوئی۔ اور دوسری وہ جو اشاعت دین کی خاطر آپ کو ملی۔ جدی جائداد میں سے بھی ایک حصہ آپ نے اشاعت دین میں خرچ کر دیا۔ اور جو بچ رہی۔ وہ آپ کی اولاد کو ملی لیکن وہ اموال جو شخصی نہیں بلکہ سلسلہ کے ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ کی صدر انجمن کے قبضہ میں ہیں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ارشاد فرما چکے ہیں ؛

"میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں۔ اور اپنے قبضہ میں کرلوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنے مال کرو گے۔ اور بہشتی زندگی پاؤ گے"۔ (الوصیت صفحہ ۲۸)

ہاں البتہ حضور کی جو جدی جائداد وغیرہ تھی۔ اس میں وراثت جاری ہوئی۔ اور لازماً ہونی چاہیئے تھی۔ اور اس کا ثبوت حضور کی تحریرات سے بھی مل سکتا ہے۔ چنانچہ حضور نے لکھا ہے۔ کہ

"میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے، جس کی قیمت ایک ہزار کے قریب ہے۔ اس کام کے لئے تجویز کی" (الوصیت صفحہ ۱۲)

گویا حضور نے اپنی جدی جائداد اور اشاعت دین کی خاطر آنے والے اموال کو علیحدہ علیحدہ رکھا ہے۔ اشاعت دین کی خاطر آنے والے اموال پر نہ اپنا یا اپنی اولاد کا کوئی مالکانہ اقتدار و اختیار نہیں رکھا۔ بلکہ اسے ایک انجمن کے سپرد فرمایا۔ اور اپنی ذاتی جائداد کو اپنے قبضہ میں رکھنا۔ اور ذاتی ضروریات کے لئے خرچ کرنا جائز قرار دیا ؛

قرآن پاک اور انبیاءؑ کی وراثت

قرآن کریم سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کی عدم توریث کا مسئلہ باطل ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وورث سلیمان داؤد وقال یا ایھا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان ھذا لھو الفضل المبین (النحل ع ۲) یعنے حضرت سلیمان حضرت داؤدؑ کے وارث ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ اے لوگو ہم کو طیر کی زبان کا علم بخشا گیا ہے۔ اور ہر چیز دی گئی ہے۔ یہ خدا کا کھلا کھلا فضل ہے

حضرت سلیمان کو ورثہ میں کیا ملا

کہا جاتا ہے۔ کہ یہ توریث علم اور نبوت کی تھی۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اول تو نبوت وراثتاً نہیں مل سکتی۔ دوسرے اس آیت میں من کل شیء کے الفاظ قابل غور ہیں۔ جو دنیوی وراثت کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ مشہور مفسر علامہ ابن جریر لکھتے ہیں۔

ورث سلیمان اباہ داؤد العلم الذی کان آتاہ اللہ فی حیاتہ والملک الذی کان خصہ بہ علی سائر قومہ فجعلہ لہ بعد ابیہ (تفسیر ابن جریر جلد ۱۹ صفحہ ۸۷) یعنی حضرت سلیمان حضرت داؤدؑ کے علم اور بادشاہت و ملک و دولت کے وارث ہوئے تھے۔ گویا علم بھی ان کو بخشا گیا اور حضرت داؤدؑ کے بعد تخت اور خزانوں کے بھی وہی وارث ہوئے"

حدیث کا اصل مفہوم

قرآن شریف کے رو سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ انبیا کی وراثت ہو سکتی ہے۔ زیادہ طول طویل بحث کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ خصوصاً اس صورت میں کہ عقلاً بھی اس کی معقولیت ظاہر و باہر ہے۔ لیکن مزید تسلی و اطمینان کے لئے ہم مذکورہ بالا حدیث کی وضاحت بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ اور بتانا چاہتے ہیں

کہ اس کا مقصد اور صحیح مفہوم کیا ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بخاری شریف میں جہاں یہ حدیث وارد ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ روایت بھی بخاری میں موجود ہے۔ کہ یرید بذالک نفسہ۔ یعنے اس سے مراد حضور کی صرف اپنی ذات تھی:

صحابہؓ کا اجماع

اس روایت کے علاوہ صحابہ کرام کا اجماع بھی اسی امر پر ہے۔ کہ حضور کا یہ فرمودہ صرف اپنی ذات کے لئے ہے۔ بخاری کتاب فرض الخمس میں ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ کی موجودگی میں فرمایا۔ انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا نورث وما ترکنا صدقۃ یرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفسہ قال الرھط قد قال ذالک۔ یعنے میں تم کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لا نورث ما ترکنا صدقہ فرمایا تھا۔ اور اس سے مراد حضور کی اپنی ذات تھی۔ سب جماعت نے کہا۔ ہاں حضور نے ایسا ہی فرمایا ہے:

علامہ عسقلانی کی تفسیر

اس تشریح کے بعد اس حدیث کے مفہوم کے متعلق کسی قسم کا اعتراض باقی نہیں رہ سکتا۔ اور صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ اس کے صحیح معنے وہی ہیں جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں۔ لیکن ان معنوں کی تائید میں علامہ عسقلانی کا بھی ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

لا معارض من القرآن لقول نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام لا نورث ما ترکنا صدقۃ فیکون ذالک من خصائصہ اکرم بھا بل قول عمر یرید نفسہ یؤید اختصاصہ بذالک (فتح الباری جلد ۱۲ صلا)

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ لا نورث ما ترکنا صدقۃ قرآن کریم کے معارض نہیں کیونکہ یہ صرف حضور کی خصوصیت ہے۔ جس سے اللہ تعالے نے آپ کو مخصوص فرمایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے قول یرید نفسہ سے عیاں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے گویا علامہ عسقلانی کے نزدیک اگر اس امر کو تسلیم کر لیا جائے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے۔ کہ انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ یہ حدیث قرآن کریم کے معارض ہے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک قرآن کریم سے یہ امر ثابت ہے اور روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ انبیاء کی وراثت ہوتی ہے

اس قدر واضح تشریحات کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت کے متعلق کسی قسم کا اعتراض کرنا گویا حضرت عائشہ رضؓ حضرت عمر رضؓ بلکہ تمام بڑے بڑے جلیل القدر اور بلند پایہ صحابہؓ کی اس تفسیر کو غلط قرار دینا ہے۔ جو انہوں نے اس حدیث کی کی۔ اور اس امر کا اقرار کرنا ہے۔ کہ یہ حدیث قرآن کریم کے معارض ہے:

عمومیت کے باوجود خصوصیت

اب اس کے متعلق صرف ایک ادنےٰ سا ابہام باقی رہ جاتا ہے۔ جسے صاف کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ حدیث میں نحن معاشر الانبیاء کے الفاظ یہ شک و شبہ پیدا کر سکتے ہیں۔ کہ یہ قانون اپنے اندر عمومیت کا رنگ رکھتا ہے۔ لیکن اگر احادیث پر غور کیا جائے۔ تو یہ اعتراض خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ احادیث نبوی میں ایسی کئی امثلہ موجود ہیں۔ کہ ایک قانون کی عمومیت کے باوجود اس سے مراد حضور کی اپنی ذات ہی تھی۔ مثلاً احادیث میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما من نبی الا عاش نصف الذی قبلہ کہ ہر نبی اپنے پیشرو سے نصف عمر پاتا ہے۔ اب باوجودیکہ یہ فرمان اپنے اندر عمومیت رکھتا ہے۔ اور اس سے معلوم یہی ہوتا ہے۔ کہ سب انبیاء کی عمر کے متعلق یہ ایک اصل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ایسا نہیں ہاں حضور کی اپنی ذات کے متعلق یہ ضرور صحیح ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت مسیح کی عمر ایک سو بیس سال بتا کر اپنی عمر ساٹھ برس کے لگ بھگ بیان فرمائی ہے۔ لیکن ایک اصل کی حیثیت سے اس کی صحت کو کبھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ پس اس حدیث میں عمومی رنگ اور اصولی بات ہونے کے باوجود اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے متعلق ہی ایک خصوصیت قرار دی جاتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ وراثت والی حدیث کے متعلق بھی یہی صورت اختیار کی جائے۔ جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمرؓ صحابہ کرام اور ائمہ سلف کی تحریرات صاف طور پر اس امر کی وضاحت کر رہی ہیں۔ کہ یہ محض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت تھی۔ نہ کہ عام قانون

اس قدر وضاحت کے بعد امید ہے۔ کہ ہمارے دوست کی تشفی ہو جائے گی۔ اور یہ مسئلہ صاف ہو جائے گا:

جو بھی پرکاش کی آریہ سماجی ذہنیت کا کرشمہ ہے۔ خدا تعالےٰ کلام کرنے میں کسی کی خواہشات کا پابند نہیں۔ وہ دنیا کی اصلاح اور روحانی مصالح کے پیش نظر جو اخبار ضروری سمجھتا ہے اپنے رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے لیکن آریہ تو اپنے ایشور کو گونگا سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کی کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ اسلام جو خدا پیش کرتا ہے۔ اس پر بھی سر دیا اعتراضات کرتے رہیں:

معجزۂ شق القمر اور پرکاش

قانون قدرت اور شق القمر

کچھ عرصہ ہوا۔ معجزۂ شق القمر کی وضاحت کرتے ہوئے ایک مضمون تحریر کیا گیا تھا۔ جس میں بتایا تھا۔ کہ اگر اس کا وقوع ظاہری طور پر بھی مان لیا جائے۔ تو اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ اور جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ امر قانون قدرت کے خلاف ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ بعض قوانین قدرت ایسے ہیں۔ جن کا ظہور اگرچہ ہزارہا سال کے بعد ہوتا ہے۔ لیکن ان کا وقوع پذیر ہونا روز ازل سے اللہ تعالےٰ کے علم میں ہوتا ہے:

پرکاش کا اعتراض

آریہ اخبارات نے چونکہ اسلام اور احمدیت پر خواہ مخواہ اعتراض کرنا ضروری سمجھ رکھا ہے۔ اس لئے اس پر اخبار پرکاش مورخہ ۹ اکتوبر نے اعتراض کے رنگ میں لکھا ہے:۔

"احمدی معاصر کو بہت دور کی سوجھی ہے۔ لیکن جب وہ قرآن کو کامل کتاب بتاتا ہے۔ اور "شق القمر" کو ہزاروں لاکھوں سالوں کے بعد ظہور پذیر ہونے والا واقعہ تو قرآن کے حوالہ سے بتائے کہ اگلا "شق القمر" کب ہوگا۔ وہ لاکھ تین کرے۔ اس کا جواب نہ قرآن کے اوراق سے حاصل کر سکتا ہے نہ اپنے نئے نبی کے الہام سے"

کامل کتاب کا معیار

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا پرکاش کے نزدیک کسی کامل الہامی کتاب کی صداقت کا یہی معیار ہے۔ کہ وہ ہزاروں لاکھوں سالوں کے بعد رونما ہونے والے واقعات کے متعلق وقت اور تاریخ بتائے۔ مسلمانوں کی طرف سے کبھی قرآن کریم کے کامل کتاب ہونے کے ثبوت میں یہ دلیل نہیں دی گئی۔ الہامی کتاب کا کمال یہ ہے۔ کہ وہ روحانی ترقی کے اعلےٰ مدارج حاصل کرنے اور اپنے ماننے والوں کو قرب الٰہی کے منازل طے کرانے کے آسان اور محفوظ راستے بتائے:

ویدوں کا کمال

آریہ سماج ویدوں کے مکمل ہونے پر ہمیشہ مناظرے اور مباحثات کرتی رہی ہے۔ اور اگر پرکاش کے نزدیک کسی کتاب کے کامل ہونے کا یہی معیار ہے۔ جو اس نے بیان کیا ہے تو کیا وہ اس کے رو سے ویدوں کا کمال ثابت کرنے کے لئے تیار ہے:

نئے نبی کا الہام

باقی رہا "اپنے نئے نبی کے الہام سے" یہ بات بتانا۔ سو یہ

بڈھلاڈا اور تلونڈی کے خونچکاں حادثہ کی مکمل تحقیقات

مسلمانوں کے خلاف خطرناک سازش کا ناقابل تردید ثبوت

بڈھلاڈا کے متعلق جس تحقیقاتی رپورٹ کا گذشتہ پرچہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے

مسلمانوں کی آبادی

بڈھلاڈا ضلع حصار میں واقعہ ہے۔ اس ضلع میں ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے لحاظ سے ہر ۱۰۰۰۰ افراد میں ۶۷۱۳ ہندو ۲۷۴۴ مسلمان اور باقیماندہ دوسرے مذاہب اور اقوام کے لوگ بستے ہیں۔ مسلمانوں میں زیادہ تر یعنی راجپوت پچاد ہے۔ اور ڈوگروں کی آبادی ہے۔ اقتصادی تعلیمی اور تمدنی اعتبار سے ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں کی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ حصار شہر میں مسلمان وکلاء کی تعداد صرف آٹھ ہے۔ جن میں سے صرف ایک اس ضلع کا باشندہ ہے۔ باقی سب دوسری جگہوں سے آئے ہوئے ہیں۔

سابقہ حالات

حصار۔ رہتک کرنال گوڑگاؤں اور اس علاقہ کے ساتھ ملتا ہوا ضلع فیروزپور کا علاقہ یہ ایک خشک اور ریتلا خطہ ہے مسلمان سلاطین کے زمانہ میں اس علاقہ کے مسلمان ہندوؤں پر حاوی تھے۔ خشک علاقہ کے باشندے ہونے کی وجہ سے ایک کثیر حصہ ان کا کم و بیش خانہ بدوشی کی حالت میں رہتا تھا۔ جب دہلی کا تخت کسی طاقتور تاجدار کے قبضہ میں آجاتا۔ تو اس کی اطاعت قبول کر لیتے۔ ورنہ بصورت دیگر اپنے علاقہ میں گویا آزاد اور خود مختار رہتے۔ جب دہلی کی سلطنت کمزور ہو گئی۔ اور پٹیالہ میں سکھ ریاست قائم ہو گئی تو اس علاقہ کے مسلمانوں کا زور بھی ٹوٹ گیا۔ اس زمانہ کی لڑائیوں میں ہندوؤں کا پلہ بھاری ہو گیا گو مسلمانوں کی امداد کے لئے دہلی سے دستے آئے مگر پٹیالہ کے مقابلہ میں انہیں شکست ہوتی رہی اور اس سکھ ریاست نے بہت سا علاقہ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جب انگریزوں کی عملداری آئی۔ تو ایک حصہ پٹیالہ سے واپس لے لیا گیا لیکن بعض معاہدات اور سمجھوتوں کی بناء پر ایک حصہ والئے پٹیالہ کے پاس رہنے دیا گیا۔

مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کی سکیم

ان چار اضلاع یعنی حصار۔ رہتک کرنال گوڑگاؤں میں جو سلوک کہ مسلمانوں کیساتھ اس زمانہ میں ہندوؤں کی طرف سے روا رکھا جا رہا ہے اسکی حقیقت کو سمجھنے کے لئے مذکورۂ بالا تاریخی ورق کو نظر کے سامنے رکھنا نہایت ضروری ہے۔ مجھے موجودہ واقعات کی تہ میں ایک عام جذبہ ہندوؤں کے اراده کو جنبش دیتا ہوا نظر آتا ہے جو یہ ہے۔ کہ پیشتر اس کے کہ وہ دن طلوع ہو جبکہ ان کہ ہندوستان کی مختلف قومیں قلمرو ہند کے حصے بخرے کر بیٹھیں۔ اور سیاسی اقتدار کے لئے طاقت اور زور کے ذریعہ باہمی کشمکش شروع ہو۔ اس علاقے کے مسلمانوں کو ایسا کالعدم کر دیا جائے۔ کہ وہ کبھی سر نہ اٹھا سکیں۔ مہاسبھا اور سنگھٹن کی قیادت میں جن ذرائع اور تجاویز سے ہندو جاتی ہندو راجیہ قائم کرنے کے لئے بنیادیں اور پشتے باندھ رہی ہے۔ ان میں یہ علاقہ خاص طور پر توجہ کا مرکز بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اور سکیم یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ اس علاقہ کے مسلمانوں کو ہندوؤں سے ایسا غایت درجہ خائف اور دہشت زدہ کر دیا جائے۔ کہ وہ آہستہ آہستہ اس علاقہ کو خالی کر جائیں۔ یا ایسے سہم جائیں۔ اور انکی جرأت اور طاقت مقابلہ ایسی مسخ ہو جائے۔ کہ مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہو۔ کہ کوئی ہندو ان کی طرف ذرا تیور بدل کر دیکھ لے

کھلے کھلے قرائن

یہ میں محض قیاس کے طور پر نہیں کہتا۔ بلکہ ایسے کھلے کھلے قرائن موجود ہیں۔ کہ جن سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اس علاقہ کے مسلمانوں کے [illegible] کو گرانے اور ان کے حوصلے شکست اور پست کرنیکے لئے منظم اور مسلسل کوشش جاری ہے۔ مگر ان قرائن کا ذکر کرنے سے پہلے بڈھلاڈا کے تازہ رنجدہ سانحہ کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

بڈھلاڈا کی جائے وقوع

بڈھلاڈا ایک پرانا قصبہ ہے۔ جو اس ریلوے لائن پر واقع ہے جو بٹھنڈہ سے جا کھل ہوتی ہوئی دہلی جاتی ہے آجکل یہاں ایک روئی اور غلہ کی منڈی ہے۔ قصبہ کی آبادی پانچ ہزار کے قریب ہے جس میں مسلمانوں کی تعداد آجکل ایک ہزار ہوگی۔ بڈھلاڈا میں تھانہ ہے جس کے علاقہ میں پندرہ گاؤں ہیں۔ اس علاقہ کے چاروں طرف ریاست پٹیالہ ہے۔ اور علاقہ بڈھلاڈا صرف ریل کی لائن کے ذریعہ ضلع حصار کے باقی علاقہ کے ساتھ ملحق ہے۔ گویا علاقہ بڈھلاڈا ریاست پٹیالہ کے اس حصہ میں بمنزلہ ایک جزیرہ کے ہے۔ ریاست کے اس حصہ میں خالصۃً سکھوں کی آبادی ہے۔

ضلع حصار کے اڈے اور ہندو

دردناک واقعہ کو شرح کرنے سے پیشتر اڈوں کے متعلق بھی چند الفاظ کہدینے ضروری ہیں۔ اڈا اس علاقہ کی اصطلاح میں ایسے مذبح کو کہتے ہیں جہاں مویشی گائے بیل وغیرہ ذبح ہوتے ہیں۔ اور ان کا گوشت سکھا کر دساور کو بھیجا جاتا ہے پہلے دو اڈے اس ضلع میں تھے ایک قصبہ ٹوہانہ میں اور ایک بڈھلاڈا میں۔ ہندوؤں کی طرف سے ہمیشہ اس امر کی کوشش جاری رہی۔ کہ کسی طرح ڈرا دھمکا کر یا دباؤ ڈال کر یا کسی اور ڈھب اور بہانہ سے قانونی شکنجہ میں لا کر ان اڈوں کو بند کر دیا جائے چنانچہ ہر پھول نامی ڈاکو نے چند سال قبل جب بہت سے مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ تو اس کا اصل مقصد بھی مسلمانوں کو دہشت زدہ کر کے ٹوہانہ کا اڈا بند کرانا ہی تھا۔ اس واردات کے کچھ عرصہ بعد تک تو یہ اڈا جاری رہا۔ لیکن اب بند ہو چکا ہے۔ ٹوہانہ کے اڈے کے بند ہو جانے کے بعد ہندوؤں کی توجہ بڈھلاڈا کی طرف ہوئی چنانچہ میں نے سنا ہے۔ کہ اس علاقہ کے ہندو اکثر اس قسم کی باتیں حکام سے کہتے رہتے ہیں۔ کہ اڈے میں چوری کے جانور ذبح ہوتے ہیں اس کو بند کرا دینا چاہیئے۔ اب میں اصل واقعہ کو لیتا ہوں۔ یہ تو پہلے کہہ آیا ہوں۔ کہ علاقہ بڈھلاڈا میں قریباً پندرہ گاؤں ہیں۔ ان میں سے بڈھلاڈا قصبہ میں مسلمانوں کی تعداد قریباً ایک ہزار ہے جنمیں سے اکثر قصائی ہیں۔ بڈھلاڈا کے علاوہ صرف دو گاؤں مسلمانوں کے اس علاقہ میں ہیں ایک تلونڈی جو بڈھلاڈا سے صرف پون میل یا ایک میل کے فاصلہ پر ہے اس میں پچاس یا ساٹھ گھروں کی آبادی ہے۔ دوسرا موضع بھیلو گوجراں نامی گاؤں ہے جو آبادی میں تلونڈی کے برابر سمجھنا چاہیئے۔

حادثہ بڈھلاڈا کی ابتداء

ان حادثات کی ابتداء جنکا نتیجہ پندرہ مسلمانوں کے قتل اور دس کے گولی سے مجروح ہونے کی صورت میں برآمد ہوا یوں ہوئی۔ کہ پانچ اکتوبر کو ایک قصائی مذبح میں ایک گائے ذبح کر کے اس کی کھال اتار رہا تھا۔ کہ ایک پارٹی سکھوں اور ہندوؤں کی وہاں آپہنچی۔ اور کہا۔ کہ گائے ہماری ہے۔ پولیس کو اطلاع ہوئی اس نے جھٹ معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ ہندوؤں کے یہ کہنے پر کہ یہ گائے ہماری ہے جو چرا کر یہاں لائی گئی ہے اور ذبح کر دی گئی ہے۔ پولیس نے قصائی کو گرفتار کر لیا۔ اور جس آدمی سے اس نے گائے خریدی تھی۔ اسکو بھی گرفتار کر لیا۔ ہندوؤں کو اطمینان دلایا گیا۔ کہ جس کا قصور ثابت ہوگا۔ اس کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ اور مقدمہ کی باقاعدہ تفتیش شروع ہو گئی۔

ہندوؤں اور سکھوں کا اشتعال انگیز جلسہ

مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ پولیس کی تمام تر تندہی کے باوجود جو اس نے تفتیش میں دکھائی۔ اور ملزمان کی فوری گرفتاری کے باوجود ہندوؤں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ ۷ر اکتوبر کو اس علاقہ کے سکھوں اور ہندوؤں کو ایک جلسہ میں جمع ہونے کے لئے دعوتی رقعے تقسیم کئے گئے۔ اور اگلے دن ۷ر اکتوبر کو گوردوارہ منڈی بڈھلاڈا میں ایک بہت بڑا جلسہ کیا گیا۔ جس میں جذبات کو برانگیختہ کیا گیا۔ اور گؤکشی بند کرنے کے لئے قربانیاں طلب کی گئیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سکھوں نے کہا ہم قربان ہوں گے۔ اور ہندو مہاجن روپیہ خرچ کریں۔ ہندوؤں نے ان کی پوری طرح ہمت افزائی کی۔ علاوہ ازیں ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے تھانیدار کے پاس جاکر پولیس کی کارروائی پر عدم اطمینان کا اظہار کیا۔ (تھانیدار مسلمان ہے) اور کہا کہ آدمی تھوڑے گرفتار کئے گئے ہیں اور مقدمہ ایک بنایا گیا ہے حالانکہ دو مقدمے بننے چاہئیں کیونکہ گائے گابھن تھی۔

دوسرا جلسہ

۹ اکتوبر کی شب کو پھر ایک جلسہ منڈی میں کیا گیا جس میں پہلے سے بھی زیادہ اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں۔ خصوصاً ایک ہندو لیکچرار نے جو لاہور سے آیا تھا۔ اور سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا لاہور کا پرچارک بیان کیا جاتا ہے۔ جذبات کو از حد برانگیختہ کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ اگر اس گائے کا بدلہ بڈھلاڈا کے ہندوؤں نے لے لیا۔ تو ہمیشہ کے لئے یہ کلنک کا ٹیکہ ان کے ماتھے پر رہے گا۔ ایک ہندو نے دوران تقریر میں کہا ہم ہندوؤں کے انجن کی سٹیم بالکل تیار ہے۔ صرف گاڑیوں کی ضرورت ہے ایک سکھ نے کہا کہ گاڑی ہم ہیں انجن اپنا کام کرے۔ یہ جلسہ برلب سڑک تھا۔

تیسرا جلسہ

۱۱ اکتوبر کو دن کے وقت ایک جلسہ موضع بھیکھا نا میں بھی ہوا۔ جس میں اسی طرح اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں۔

مسلمانوں کی حکام سے درخواست

غرضیکہ تمام علاقہ میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا اور مسلمانوں کو اپنی جانیں خطرہ میں محسوس ہونے لگیں۔ اس پر ۱۱ اکتوبر کو دو قصائی رات ۱۲ بجے کی گاڑی سے حصار گئے اور ۱۲ اکتوبر کو انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں درخواستیں دیں کہ ان حالات کی وجہ سے ہماری جانیں خطرہ میں ہیں اور ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمیں گولیوں کا نشانہ بنایا جانے والا ہے۔ ہماری حفاظت کا انتظام فرمایا جائے۔ لیکن ان کی کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ اور وہ واپس چلے آئے۔

مسلح حملہ

۱۱ اکتوبر کو مہابیر دل کا جلوس منڈی بڈھلاڈا میں نکالا گیا جس میں رضاکار خاکی وردی پہنے ہوئے لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ اور "گئو ماتا کی جے" اور "مہابیر کی جے" کے نعرے لگا رہے تھے۔ یہ جلوس شام کو چھ بجے کے قریب ختم ہوا۔ اسی دن بعد نماز مغرب جبکہ لوگ نماز ادا کر کے اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔ تین آدمی جو بندوقوں سے مسلح تھے۔ مسجد قصاباں موضع بڈھلاڈا میں پہنچے اس وقت مسجد میں صرف ایک شخص تھا۔ اس سے انہوں نے پوچھا کہ نمازی کب آئیں گے اس نے کہا۔ ابھی نماز کے وقت میں دیر ہے۔

اس پر یہ لوگ مسجد سے باہر آ گئے۔ اور باہر نکلتے ہی جو مسلمان سامنے آیا اس کو گولی کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ اگر عورت سامنے آگئی۔ تو اس کو مار دیا اگر بچہ سامنے آگیا۔ تو اس کو بھی نہ چھوڑا قتل کے واقعہ کی تفصیلات قریباً ہر مسلمان اخبار میں شائع ہو چکی ہیں اس لئے میرے خیال میں وہ تمام تفصیلات دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ چند منٹ میں سولہ کس مسلمان مرد عورتیں اور بچے گولیوں کا نشانہ بنا دئے گئے جن میں سے کئی فوراً ہی مر گئے اور چند ایک بعد میں۔ بڈھلاڈا میں مقتولین کی تعداد سات ہے اور زخمیوں کی نو۔

۱۱ اکتوبر کی شام کو ہی قریباً اسی وقت تین آدمی جو بندوقوں سے مسلح تھے موضع تلونڈی میں بھی پہنچے اور جس طرح بڈھلاڈا میں جو مسلمان سامنے آیا۔ اس کو گولی مار دی گئی۔ اسی طرح تلونڈی میں بھی ہوا۔ تلونڈی میں مقتولین کی تعداد آٹھ ہے اور ایک زخمی

ہندو پریس کی بے جا کوشش

ہندو پریس میں اس امر کی بے حد کوشش کی گئی ہے کہ اصل واقعات پر پردہ ڈال دیا جائے۔ یا کم از کم اس واقعہ کی نوعیت لوگوں کی نظروں میں مشتبہ کر دی جائے۔ کہیں ہندو اخبارات نے یہ کہا۔ کہ یہ کہنا صحیح نہیں کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کو گولی سے ہلاک کیا ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ چند ڈاکو آئے اور قتل و غارت کر کے چلتے بنے۔ کہیں یہ لکھا کہ اس علاقہ میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات نہایت خوشگوار چلے آئے ہیں اور مسلمانوں کو کبھی کوئی خطرہ ہندوؤں کی طرف سے نہیں ہوا وغیرہ وغیرہ لیکن اگر واقعات پر گہری نظر ڈالی جائے تو فوراً ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ ہندو خواہ کتنی ہی کوشش اس امر کی کریں کہ اس واقعہ کو اصلی رنگ و روپ میں ظاہر نہ ہونے دیا جائے۔ پھر بھی اس عدیم المثال سفاکی اور بربریت کے سبق آموز اور عبرتناک پہلوؤں کو مسلمانوں سے اور دنیا سے چھپا نہیں سکتے۔ کیونکہ مندرجہ ذیل امور ان واقعات میں بالکل عیاں ہیں:-

حملہ آور سفاکوں کی غرض

اول:- حملے کی غرض مسلمانوں کو ہلاک کرنا اور مرعوب کرنا تھی نہ کچھ اور۔ کیونکہ گولی مارنے سے پہلے قاتل پوچھتے تھے۔ کہ ہندو ہو یا مسلمان۔ اور جب آگے سے کہنے والا کہتا کہ مسلمان تب گولی مارتے تھے۔ ایک شخص جو مذہبی سکھ تھا گلی میں ان کے سامنے آگیا اس سے قاتلوں نے پوچھا کہ ہندو ہے یا مسلمان۔ اس نے کہا میں مذہبی سکھ ہوں اس کو کچھ نہ کہا گیا صرف وہاں سے بھاگ جانے کی نصیحت کی۔ اگر ڈاکہ زنی مقصود ہوتا تو مالدار لوگ مارے جاتے اور ان کے اموال لوٹے جاتے۔ اور چن کر صرف مسلمان نہ مارے جاتے۔ علاوہ ازیں اگر ڈاکہ زنی مقصود ہوتا تو بالکل قلاش اور فقیر لوگ جو بھیک مانگ کر گذران کرتے ہیں۔ ان کو کیوں مارا گیا۔ مقتولین میں دو ایسے شخص بھی ہیں۔ جو قوم کے میراثی تھے اور پاس کے کسی گاؤں سے بھیک مانگ کر واپس آ رہے تھے۔ کہ راستے میں قاتل مل گئے اور بے چاروں کو گولی مار دی گئی۔ پھر ایک غیر آباد مقبرہ کے پاس چند بے خانماں مسلمان پڑا رہتے جو مزدوری اور روزی کی تلاش میں تھے اور رات کے لئے ٹھیرے ہوئے تھے ان پر بھی گولیاں چلائی گئیں اور دو ان میں سے ہلاک کر دئے گئے۔ یہ واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ ڈاکہ زنی مقصد نہ تھا بلکہ بے گناہ مسلمانوں کی جان لینا مقصود تھا۔

دوم:- قاتل کسی مالدار کے مکان پر نہیں گئے بلکہ وہ سیدھے مسلمانوں کی عبادت گاہ پر پہنچے اور مسجد میں داخل ہوتے ہی جو سوال انہوں نے کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی امید پر سیدھے مسجد میں گئے کہ بہت سے مسلمان ان کو ایک جگہ اکٹھے مل جائینگے اور وہ آسانی سے ان سب کو گولیوں کا نشانہ بنا سکینگے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ نمازی ان درندوں کے پہنچنے سے پہلے گھروں کو جا چکے تھے۔ ورنہ مقتولین کی تعداد بہت زیادہ ہوتی۔

سوم:- یہ واقعہ نوعیت میں ہر پھول ڈاکو کی سفاکی سے مطابقت کھاتا ہے جس کا ارتکاب اس نے ایک درجن کے قریب بے گناہ مسلمانوں کو بندوق سے ہلاک کر کے کیا تھا۔ اس نے بھی چن چن کر مسلمان مارے تھے اور گئو ہتیا کے جرم کی وجہ سے مارے تھے۔ اب بڈھلاڈا میں بھی چن چن کر مسلمان مارے گئے ہیں اور گئو ماتا کی رکھشا کے سلسلہ میں مارے گئے ہیں۔ اس سے نہایت اہم نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ہر پھول کو اپنا آلہ کار بنایا تھا ان کی سرگرمیاں مسلمانوں کا خون بہانے کے لئے اب بھی اسی طرح جاری ہیں۔ ہر پھول کے بعد پھر اسی قسم کا واقعہ ہوتا ان دو صورتوں سے خالی نہیں

مسلمانوں کیلئے کھلا چیلنج

اول یہ کہ اصل سرغنے اور اصل مجرم جو پس پردہ کام کرتے ہیں وہ ہر پھول کے واقعہ کے بعد پکڑے نہیں گئے اور برابر اپنی مسلم کش سرگرمیوں میں منہمک ہیں بلکہ اب پہلے سے زیادہ دلیر ہو گئے ہیں۔ پہلے تو ان کا زیر اثر صرف ایک قاتل تیار کر سکا تھا اب اس میں اتنی قوت پیدا ہو گئی ہے کہ اس نے تین سورما تیار کر لئے بلکہ چھ (اگر تلونڈی اور بڈھلاڈا کے قتل کے واقعات ایک نہیں بلکہ دو گروہوں کے ہاتھ سے ہوئے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے) پھر ہر پھول کے بعد اسی قسم کے قتل کی وارداتوں کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ ہر پھول کے کارنامے کو ہندوؤں میں ایسی قبولیت حاصل ہو گئی ہے اور اس کو اس قدر سراہا گیا اور مفید سمجھا گیا ہے کہ دوسرے ہندوؤں نے اس کی تقلید شروع کر دی ہے اور ہر پھول کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانوں کو دہشت زدہ کر کے گائے ذبح کرنے سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ہر دو

صورتیں ایسی ہیں۔ کہ مسلمانوں کے لئے ایک کھلا چیلنج ہیں۔ کہ یا تو وہ گائے ذبح کرنا چھوڑ دیں۔ ورنہ انہیں جگہ اور ہر مقام پر جہاں ہندوؤں کا بس چلے گا۔ ٹوہانہ اور بڈھلاڈا کے مسلمانوں کی طرح گولیوں سے بھون ڈالا جائے گا:

مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے منظم سازش

ضلع حصار میں بڈھلاڈا کا واقعہ کوئی منفرد واقعہ نہیں۔ بلکہ اس کے علاوہ اور بہت سے ایسے واقعات ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس علاقہ کے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے منظم کوشش کی جا رہی ہے۔ ان واقعات میں سے چند ایک بطور نمونہ تحریر کرتا ہوں

(۱) تحصیل بھوانی میں ایک موضع لوہانی ہے۔ یہ گاؤں اس راستہ پر واقع ہے جس راستہ سے گزشتہ زمانہ میں نواب صاحب لوہارو آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ موضع لوہانی کے قریب پہنچے۔ تو نماز کا وقت تھا۔ انہوں نے پوچھا کوئی مسجد اس بستی میں ہے جواب نفی میں ملنے پر انہوں نے نماز تو پڑھ لی۔ مگر جاتے وقت گاؤں والوں میں سے کسی کو کچھ روپے دے گئے۔ کہ کم از کم ایک چبوترہ ہی نماز کے لئے بنا لو۔ چنانچہ ایک کچا چبوترہ سا بنا لیا گیا۔ بعد اس پر گھاس پھونس کی چھت بھی ڈال دی گئی۔ اب چند سال ہوئے۔ وہاں کے مسلمانوں نے یہ چاہا۔ کہ اس مسجد کو پختہ کر لیں۔ گاؤں کے ہندوؤں نے اس کی مخالفت کی۔ امر علی نامی ایک مسلمان سقہ کو شدید طور پر مجروح کیا گیا۔ مقدمہ چلا۔ مگر کسی ہندو کا بال تک بیکا نہ ہوا۔ نہ مسلمانوں کو مسجد پختہ کرنے کی اجازت ملی

(۲) ریوالڑی تحصیل بھوانی میں مسلمانوں نے مسجد تعمیر کرنی چاہی ہندوؤں نے مزاحمت کی۔ ایک مسلمان سب انسپکٹر پولیس قریشی محمد شفیع نامی کو موقعہ پر بھیجا گیا۔ انہوں نے ہندوؤں کی مزاحمت کو حق بجانب نہ سمجھتے ہوئے روکدیا۔ مسلمانوں نے مسجد بنا لی۔ مگر اس کیس کے سلسلہ میں قریشی محمد شفیع صاحب ملازمت سے برطرف کر دیئے گئے۔ اگر ہندوؤں کو مسجد کی تعمیر میں مزاحم ہونے سے روکنے کی بجائے انہوں نے مسلمانوں کو اپنی عبادت گاہ بنانے سے روکدیا ہوتا۔ تو شاید آج ترقی کر کے کسی اعلےٰ عہدہ پر پہنچے ہوتے۔ یہاں یہ کہنا بھی نامناسب نہ ہوگا۔ کہ یہ قریشی صاحب گورنمنٹ ہند کی بعض نہایت اعلیٰ خدمات ہندوستان سے باہر بجا لا چکے ہیں۔ اور اگر ان کا ریکارڈ اس طرح داغدار نہ ہو جاتا تو توقع تھی۔ کہ نمایاں ترقی کر جاتے۔ اب ان کی سابقہ خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہزار کوشش اور تگ و دو کے بعد بطور ہیڈ کانسٹیبل پولیس میں انہیں دوبارہ کر لیا گیا ہے۔

(۳) واقعہ مسجد کنو۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ اس جگہ ایک مسلمان سے اس کے اذان دینے پر ہندو بگڑ گئے۔ اس کو ڈرا دھمکا کر اذان دینے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ مگر جب اس پر اثر ہوتے نہ دیکھا۔ تو اس کے قتل کا منصوبہ کر لیا گیا۔ اس مسلمان نے حکام کے پاس درخواست دی۔ کہ بعض لوگ مجھے قتل کرنے کے درپے ہیں مگر اس بیچارے کی کسی نے نہ سنی۔ اور آخر ایک دن موقعہ پا کر ظالموں نے اسے کاٹ ڈالا۔ بعد میں مقدمہ چلا۔ اس میں سب کے سب ملزم بری ہو گئے۔ بلکہ حفظ الرحمان ہیڈ کانسٹیبل کو عدالت سشن جج سے نوٹس ملا۔ کہ کیوں اس پر جھوٹا مقدمہ بنانے کی وجہ سے قانونی کارروائی نہ کی جائے۔

(۴) ٹوہانہ میں ایک شخص ہرپھول نامی نے کئی مسلمانوں کو بے گناہ قتل کیا۔ علاقہ کے ہندوؤں نے اس کے لئے چندے کئے عرصہ تک اس کو پناہ دیتے رہے۔ اور اس کی تعریف میں اب تک گیت گا۔ ے جاتے ہیں۔ جن میں اس کو گئو بھگت کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے مسلمانوں کی جانیں اس لئے لی تھیں۔ کہ مسلمان اس طرح مرعوب اور خوف زدہ ہو کر گائے کشی چھوڑ دینگے اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ٹوہانہ میں ایک اڈا تھا جس کو بند کرانے کی کوشش اس علاقہ کے ہندو کرتے چلے آ رہے تھے جب ہندوؤں نے کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے ہرپھول کو جو کئی ڈکیتیوں اور قتل کے جرائم کے سلسلہ میں مفرور تھا یہ کہدیا۔ کہ تم نے پھانسی پر تو لٹک ہی جانا ہے۔ اگر گئو رکھشا کے لئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل جاؤ۔ تو سیدھے سورگ میں جاؤ گے۔ بس پھر کیا تھا۔ اس نے بندوق سنبھالی۔ اور کئی مسلمانوں کو گولی سے ہلاک کر دیا۔ اس کارنامے کے بعد ہندو لوگ اس قاتل کو چھپانے اور پناہ دینے لگ گئے۔ اور روپیہ پیسہ اور دیگر ضروریات سے اسے بے نیاز کر دیا۔ حصار کے ضلع میں وہ گرفتار نہ ہوا۔ بلکہ فیروزپور کے ضلع میں ایک انگریز پولیس افسر کی کوشش سے گرفتار ہوا:

معلوم ہوتا ہے۔ کہ بڈھلاڈا کے قتل عام کے لئے قاتلوں کو انہی لوگوں نے تیار کیا تھا۔ جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے ہرپھول کو اپنا آلہ کار بنایا تھا۔ اگر ان لوگوں کا سراغ لگا کر انہیں گرفتار نہ کیا گیا۔ تو نہ معلوم آئندہ کتنے اور خون مسلمانوں کے ہوں گے

(۵) بھوانی میں ایک مسلمان سقہ تھا۔ جو بہت عالی حوصلہ دلیر اور نرم دل آدمی تھا۔ اس کی فیض رسانی کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ صبح و شام وہ پانی بھرتا۔ اور فرصت کے وقت ایک پیاؤ پر بیٹھ کر راستہ چلنے والوں کو پانی پلاتا۔ یہ پیاؤ اس کا اپنا تھا۔ اور اس کام کے عوض اسے کہیں سے کوئی اجرت نہ ملتی تھی۔ محض خلق خدا کے فائدہ کے لئے وہ ایسا کرتا تھا۔ وہ آزاد طبع مرد تھا۔ اور کسی امیر یا رئیس سے دبتا نہ تھا۔ ایک دفعہ بھوانی میں دو پہلوانوں کی کشتی ہوئی جس میں ایک پہلوان ہندو تھا۔ اور دوسرا مسلمان۔ کشتی کے دوران میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ ہندوؤں نے ہندو پہلوان کی طرفداری اور مسلمانوں نے مسلمان کی۔ اسی جھگڑے میں یہ سقہ بوجہ اپنی آزادی اور دلیری کے کسی ہندو رئیس یا ساہوکار سے نہ ڈرا نہ دبا:

اسی وقت سے یہ ہندوؤں کے پہلو میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ آخر قتل کر دیا گیا۔ جن ملزموں پر مقدمہ چلا وہ سب بری ہو گئے۔ اور مزید برآں یہ کہ تمام مسلمان گواہوں کو عدالت نے نوٹس دے دیئے۔ کہ کیوں ان پر دروغ حلفی کے مقدمات نہ بنائے جائیں۔ اور بعض گواہوں پر مقدمہ زیر دفعہ ۱۹۳ بنا دیا گیا۔ جو اب تک چل رہا ہے

(۶) حصار شہر میں ایک تالاب میونسپلٹی کے حدود کے اندر اراضی نزول میں واقع ہے۔ اس تالاب میں پانی نہر سے آتا ہے۔ اور آبیانہ میونسپلٹی حصار شہر ادا کرتی ہے۔ اس تالاب میں دھوبی کپڑے دھوتے تھے۔ اور عوام بھی اسے استعمال کرتے تھے۔ ہندو بھی اور مسلمان بھی لیکن چند سال ہوئے۔ کہ جس راستے سے مسلمان اور دھوبی وغیرہ تالاب تک پہنچتے تھے۔ اس راستہ میں ہندوؤں نے ایک پختہ دیوار بنا کر مسلمانوں اور دھوبیوں کو تالاب پر جانے سے روک دیا۔ اس پر دھوبیوں نے سٹرائک کی۔ اور مسلمانوں نے بھی بہت واویلا کیا۔ مگر کوئی اثر نہ ہوا۔

میونسپلٹی نے جس میں اکثریت ہندوؤں کی ہے۔ جھٹ نئی تعمیر کردہ دیوار کو منظور کر لیا۔ حالانکہ یہ دیوار کمیٹی کی منظوری لئے بغیر خلاف قاعدہ بنائی گئی تھی۔ اب یہ تالاب ہندو دیوی بھون میں شامل کر کے اس کی ملکیت بنا دیا گیا ہے:

(۷) چودہری منصب علی صاحب تھانیدار برواله کا ہندوؤں نے مقابلہ کیا۔ لیکن اس سلسلہ میں کسی ایک ہندو کو بھی سزا نہ ہوئی۔ رائے بہادر لالہ ارجن داس ڈپٹی کمشنر کی عدالت سے سب بری ہو گئے:

ہندو حکام

بڈھلاڈا میں قتل کے واقعہ کے وقت حصار میں ڈپٹی کمشنر ہندو تھا۔ سول سرجن بھی ہندو ہی تھا۔ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی ہندو۔ مگر ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء یا ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۲ء سپرنٹنڈنٹ پولیس سنت پرکاش سنگھ صاحب تبدیل ہو گئے۔ اور ان کی جگہ ایک مسلمان صاحب آئے۔ موجودہ ڈپٹی کمشنر رائے بہادر لالہ ارجن داس صاحب سے پہلے ڈپٹی کمشنر بھی ہندو ہی تھے۔ یعنی مسٹر نانک چند را چند سال قبل لالہ گھنشیام داس ضلع حصار میں سشن جج تھے:

مندرجہ بالا تمام واقعات اس زمانہ کے ہیں جبکہ مسٹر نانک چند را سردار سنت پرکاش سنگھ رائے بہادر لالہ ارجن داس اور لالہ گھنشیام داس صاحبان حصار میں اعلیٰ حاکمان ضلع تھے:

نتائج

مندرجہ بالا واقعات پر مجموعی طور پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں پر ہندوؤں نے زیادتی کی۔ ظلم کیا۔ مسلمان متعلقہ پولیس افسر کا ہندوؤں نے مقابلہ بھی کیا۔ مگر کسی ایک بھی ہندو کو سزا نہ ہوئی۔ بلکہ الٹا مسلمان گواہوں اور مسلمان افسران پولیس پر عتاب نازل ہوتا رہا۔

ہندو ڈی۔ ایس۔ پی کا تقرر

بڈھلاڈا کے سنگین واردات کی تفتیش کے لئے ایک پولیس افسر جو ڈی ایس پی کے عہدہ پر ہیں ضلع جالندھر سے بھیجے گئے ہیں۔ یہ صاحب ہندو ہیں۔ مجھے نہایت معتبر اور باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یہ صاحب بڈھلاڈا جانے سے پہلے حصار پہونچے اور وہاں لالہ سکھدیو وکیل سکرٹری آریہ سماج کے مکان پر ٹھہرے اور بڑی رات گئی تک ان سے بڈھلاڈا کے واقعہ کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ اس طرح ہندوؤں کو ایک نہایت اچھا موقع اس بات کا میسر آگیا کہ تفتیش کنندہ پولیس افسر کے دل پر واقعہ کے متعلق جو خیالات ہندوؤں کے ہیں وہ اچھی طرح نقش کر دیں اس سے پہلے جتنے واقعات اور مقدمات میں باوجود مسلمانوں کے مظلوم ہونے کے جو فیصلہ جات ان کے خلاف ہوتے رہے ہیں اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ اعلیٰ افسران ضلع جو ہندو تھے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصب رکھنے اور ہندو نواز ہونے کی وجہ سے دیدہ دانستہ مسلمانوں پر ظلم روا رکھتے چلے گئے ہوں اور دوسری صورت یہ ہے کہ باوجود ان افسران اعلیٰ کی بے تعصبی اور عدل پسندی کے ہندو پبلک نے اس تواتر اور متضاد ذرائع سے ایسی باتیں ان تک پہنچائی ہوں جن کا اثر مسلمانوں کے خلاف پڑا ہو۔ اور انہیں دیانت داری سے یقین آگیا ہو کہ کسی ہندو نے کسی مسلمان پر کوئی جبر یا ظلم نہیں کیا۔ ان ہندو حکام کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہنے کیلئے تو تیار نہیں کہ انہوں نے دیدہ دانستہ مسلمانوں پر ظلم روا رکھا۔ مگر ہم یہ کہنے پر ضرور مجبور ہیں۔ کہ ان ہندو افسران نے ضلع حصار میں ہونے والے واقعات کو صرف ان عینکوں کے ساتھ دیکھا جو ہندو پبلک نے نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے ان کی آنکھوں پر چڑھا دیں۔ اس کی ایک تازہ مثال بڈھلاڈا کے واقعہ کے متعلق تفتیش کرنے والے افسر پولیس کا سکرٹری آریہ سماج حصار کے پاس ٹھہرنا اور اس سے سکرٹری صاحب آریہ سماج کا یہ فائدہ اٹھانا ہے۔ کہ اس نے ڈی ایس پی صاحب کو شروع میں ہی ان خیالات سے متاثر کرنے کی کوشش کی جو ہندو پبلک اس واقعہ کے متعلق رکھتی ہے۔

ہندو کس طرح افسروں کو مغالطہ دیتے ہیں

اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کہ کس ہوشیاری سے ہندو پبلک ہندو افسران کو دھوکہ دے کر مسلمانوں کے خلاف کارروائی کروا لیتی ہے اور بھی نہایت واضح مثالیں ہیں جن میں سے ایک بیان کرتا ہوں۔

عرصہ قریباً ڈیڑھ سال کا ہوا کہ صوبہ کی تحریک نماز کے ماتحت حصار میں ایک نماز کمیٹی قائم ہوئی۔ اس کے رضاکار پانچ پانچ سات سات کی تعداد میں خالی ہاتھ نماز کے متعلق تبلیغی شعر پڑھتے ہوئے شہر میں پھرنے لگے۔ ان کا روئے سخن صرف مسلمانوں کی طرف ہوتا تھا۔ اور اکثر وہ مسلمان محلوں میں ہی پھرتے تھے۔ لیکن بعض اوقات انہیں ایک مسلمان محلہ سے دوسرے میں جاتے ہوئے ہندو بازاروں اور محلوں سے بھی گذرنا پڑتا تھا۔ بظاہر اس طرح ہندو محلوں میں سے مسلمانوں کے گذرنے سے اور بباطن مسلمانوں کی کسی جماعت کو منظم دیکھ کر حصار کے ہندو چیراغ پا ہو گئے۔ اور جلسوں۔ مدافعانہ تدبیروں اور شکایتوں کی بھرمار شروع کر دی۔ اس وقت رائے بہادر لالہ ارجن داس صاحب ڈپٹی کمشنر تھے۔ سردار سنت پرکاش سنگھ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ لالہ گھنشیام داس صاحب سشن جج۔ لالہ کندن لعل صاحب سول سرجن۔ سردار بخشی سنگھ صاحب ایگزیکٹو انجینیر۔ سردار سیتے انت سنگھ صاحب افسر مال۔ دیوان کشن چند صاحب تحصیلدار۔ لالہ ڈپٹی پرشاد صاحب نائب تحصیلدار۔ لالہ رام چند صاحب تھانیدار شہر۔ لالہ راجہ رام صاحب ہیڈ کانسٹیبل اول۔ غرض ہر افسر برسر اقتدار ہندو تھا یا سکھ۔ نماز کمیٹی کے خلاف سخت کارروائیاں شروع ہو گئیں۔ مثلاً ملک محمد نمبردار کے متعلق یہ شکایت گذری کہ وہ نماز کمیٹی کے رضاکاروں کے ساتھ پھرتا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کے لئے شکایت نائب تحصیلدار لالہ ڈپٹی پرشاد کے سپرد کر دی۔ اب قابل غور امر یہ ہے۔ کہ اگر بفرض محال ملک محمد صاحب کا نماز کمیٹی کے رضاکاروں کے ساتھ پھرنا ثابت بھی ہو۔ تو بھی یہ کوئی قابل گرفت بات نہ تھی۔ کیونکہ نماز کمیٹی کی خالص مذہبی حیثیت تھی۔ ملک محمد صاحب کو خوب تنگ اور خوار کیا گیا۔ شہر کے متقدر ہندوؤں مثل لالہ جوتی پرشاد ایم ایل سی۔ لالہ بانکے رائے ایڈووکیٹ صدر میونسپل کمیٹی حصار وغیرہ نے جی بھر کے خلاف شہادتیں دیں۔ آخر میں سٹی مجسٹریٹ حصار وغیرہ معززین شہادت صفائی میں طلب کئے گئے۔ انہوں نے ان ہندو صاحبان کی شہادت کو جھٹلایا۔ تب جاکر لالہ ڈپٹی پرشاد نے ملک محمد کے حق میں رپورٹ کی۔ اب عرصہ چھ ماہ سے یہ کاغذات ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں پڑے ہیں۔ دیکھیں کس وقت کیا کارروائی اس پر کی جائے۔

دوم۔ نماز کمیٹی کے صدر مولوی سید حسن صاحب جو انجمن محافظ المسلمین کے بھی صدر ہیں ایک عالم شخص ہیں اور مدرسہ دینیات میں اول مدرس ہیں۔ ان کے خلاف ہندو افسران کو یہ بھی شکایت ہے کہ وہ ان کی چیرہ دستیوں کو افسران بالا تک پہونچاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب کو تنگ کرنے کی تجاویز سوچی جانے لگیں۔ پہلا حملہ جوان پر کیا گیا اس کے واقعات حسب ذیل ہیں:۔ ایک شخص مسمی جلال پان فروش نے اپنی دوکان کے آگے تخت پوش بچھا رکھا تھا۔ جس کا ٹیکس اس نے کچھ عرصہ کمیٹی کو ادا نہ کیا۔ کمیٹی نے اس کے خلاف نوٹس جاری کیا۔ اور کارروائی ضابطہ کرنے کے لئے شاید پولیس میں بھی رپورٹ کی۔ لیکن لالہ رام چند صاحب سب انسپکٹر اور لالہ راجہ رام ہیڈ کانسٹیبل پولیس نے جلال کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے اسی تخت پوش کے متعلق مولوی سید حسن صاحب کا چالان زیر دفعہ ۳۴ پولیس ایکٹ کر دیا۔ جو صریحاً ناجائز۔ خلاف قانون و خلاف ضابطہ تھی۔ عرصہ تک مقدمہ لالہ ڈپٹی پرشاد صاحب نائب تحصیلدار کی عدالت میں چلتا رہا۔ مولوی صاحب پیشی ہوتے رہے وکیلوں کی جرح قدح اور بحث جاری رہی۔ مگر کسی نے ایک بھی معقول بات نہ سنی۔ عرصہ دراز کے بعد یہ مقدمہ ناکام ہوا۔ اس کے بعد لالہ ارجن داس صاحب ڈپٹی کمشنر نے مولوی سید حسن صاحب اور جملہ کارکنان و رضاکاران نماز کمیٹی کے خلاف کارروائی ضمانت محیکلہ حفظ امن زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری کرنے کا حکم صادر کر دیا۔ حالانکہ قطعاً کوئی فساد یا اندیشہ فساد رونما نہ ہوا تھا۔ محض نماز کمیٹی اور مولوی صاحب پر ضرب لگانی مقصود تھی۔ مگر سٹی مجسٹریٹ حصار کے کہنے پر یہ کارروائی معرض التواء میں ڈالدی گئی۔ پھر جب باوجود ان سختیوں کے مولوی صاحب اور ارکان نماز کمیٹی نے ہمت نہ ہاری۔ تو ہندوؤں کی در پردہ کارروائیوں کے نتیجہ میں مولوی سید حسن صاحب اور ان کے رفیق کار حکیم الدین عرف ملہو نائب صدر نماز کمیٹی پر بے بنیاد مقدمات زیر دفعہ ۱۰۷ و ۱۱۰ ضابطہ فوجداری بیک وقت چلا دیئے۔ جو خلاف قانون و ضابطہ تھے اور حد جائز سے زیادہ مقدار میں ضمانتیں طلب کر کے مولوی صاحب اور ان کے ساتھی کو حوالات میں ڈال دیا۔ ضمانتوں کے منظور کرنے میں مجرمانہ بلا وجہ تاخیر کی گئی اور مزید براں ہر دو کے نام پولیس رجسٹر ۱۰ میں درج کر دیئے۔ جو عادی بدمعاشوں کے لئے مختص ہے۔ حالانکہ ہر دو اصحاب پر دفعہ ۱۱۰ اور رجسٹر ۱۰ کا اطلاق کسی صورت سے ممکن نہیں۔ مقدمہ چلنے پر جب مسلمانان علاقہ میں جوش پیدا ہوتا دیکھا۔ تو اسے دبانے کے لئے افسران کی طرف خفیہ طور پر نہایت پر زور تحریک کی گئی۔ کہ یہ دونوں صاحبان ایک معمولی تحریر لکھدیں کہ آئندہ کوئی فساد نہ کرینگے تو مقدمات واپس لے لئے جائینگے۔ اور ان کا نام رجسٹر ۱۰ میں سے کاٹ دیا جائیگا

مصلحت وقت دیکھ کر ان اصحاب کو مزید مظالم سے بچانے کے لئے ایسی تحریر لکھدی گئی اور مقدمات بلا سماعت واپس لے لئے گئے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اگر ہر دو اصحاب رجسٹر۱۰ اور کارروائی زیر دفعہ ۱۱۰ کے مستحق تھے تو کس مصلحت سے ان کو کیفر کردار تک نہ پہنچایا گیا۔ پہلے کونسی بات تھی جس کی وجہ سے یہ کارروائی ضروری لابدی تھی اور اب کونسی بات پیدا ہو گئی کہ یہ کارروائی غیر ضروری سمجھی گئی۔ دراصل اس تمام کارروائی کا مدعا یہ تھا کہ نماز کی تحریک کو مردہ کر دیا جائے اور جو مسلمان سر اٹھانے کا مرتکب ہو اس پر مصیبتوں کا اتنا انبار جمع کر دیا جائے کہ وہ خوف زدہ ہو کر ہمت ہار دے۔ یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ مولوی صاحب سے کوئی اخلاقی یا قانونی جرم کسی قسم کا کسی وقت سرزد نہیں ہوا ان کو بدمعاشوں کے زمرے میں شامل کرنا انصاف کا خون اور افسروں کے تعصب کی انتہا ہے۔

مسلمانوں کا فرض

مندرجہ بالا حالات سے صاف ظاہر ہے کہ ضلع حصار وغیرہ کے مسلمانوں میں ہندوؤں سے تاب مقابلہ نہیں چھوڑی۔ اگر چند سال اور اسی علاقے میں یہی حالت رہی تو مسلمانوں کا جنازہ اس علاقہ سے نکل جائیگا۔ بلکہ مسلمانوں کی جو حالت اس وقت تک ان مظالم کے نتیجہ میں ہو چکی ہے۔ اس میں بھی زندگی کے کوئی آثار نہیں۔ پس مذہبی اور سیاسی دونوں پہلوؤں سے اس علاقے کے مسلمانوں کی امداد کرنا ہندوستان کے مسلمانوں کا فرض ہے۔ ورنہ اگر یہی حالات جاری رہے ...

عرق نور رجسٹرڈ صحت کا بیمہ

ضعف جگر۔ بڑھی ہوئی تلی۔ اور یرقان کے لئے تریاق ہونیکے علاوہ معدہ میں طاقت پیدا کر کے طبیعت میں فرحت اور خوشی پیدا کرتا ہے پسلیوں اور جوڑوں کے پرانے درد کو دور کر کے مضبوط اور طاقتور بناتا ہے ضعف دکمزوری اعصاب کو دور کر کے قوت پیدا کرتا ہے غذا کو ہضم کر کے جزو بدن بنا کر صالح خون پیدا کرتا ہے دائمی قبض کو رفع کر کے سچی بھوک پیدا کرتا ہے اعضاء رئیسہ کی تقویت اور پھیپھڑوں کی اصلاح کے لئے ایک لاجواب چیز ہے۔ کثرت پیشاب۔ پرانی کھانسی۔ درد کمر۔ جسم کی خارش۔ تھوڑا چلنے سے دم پھولنا کسی کام کو جی نہ چاہنا۔ طبیعت کی گھبراہٹ اور سستی وکاہلی کو دفع کرنیکے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے عرق نور صرف بیماروں کیلئے ہی مخصوص نہیں بلکہ تندرستوں کیلئے اس کا استعمال ان کو ہر بیماری سے بچائے رکھتا۔ رنگ سرخ۔ خون کی صفائی جسم میں فولادی طاقت اور وزن میں زیادتی پیدا کرنیکا علی الاعلان مدعی ہونیکے علاوہ ان کو آئندہ بہت سی بیماریوں سے بچانے اور طاقت قائم رکھنے کا سچا وعدہ کر کے صحت کا بیمہ دیتا ہے عرق نور عورتوں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ بانجھ پن کی یہ ایک بے نظیر دوا ہے اس کے استعمال سے ایام ماہواری کی درد شرطیہ طور پر دور ہو جاتی ہے خون کی کمی بیشی اور بے قاعدگی کو دور کر کے بچہ دانی کو قابل تولید بناتا ہے۔ صرف ایکبار کی آزمائش کی شرط ہے۔ باوجود اس قدر مفید ہونیکے قیمت فی پیکٹ صرف ۱/۴ علاوہ محصولڈاک

المشتہر۔ ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان یا پہاڑ گنج دہلی

چوبیس گھنٹے تک جلنے والی جرمنی بتی

نہ لیمپ کی ضرورت — نہ چولہے کی حاجت

جرمنی بتی چوبیس گھنٹے تک جلے گی اور دھواں نہ دے گی۔
جرمنی بتی آپ کیلئے دودھ پانی اور چائے گرم رکھے گی
جرمنی بتی کی روشنی سے آپ بخوبی ناول وغیرہ بھی پڑھ سکتے ہیں
جرمنی بتی سے آپ مختلف رنگ کی روشنی بھی لے سکتے ہیں
قیمت ایک سو بتی فی درجن ... قیمت ایک ہزار بتی ... روپے۔
علاوہ محصول۔ ترکیب استعمال پارسل کے ہمراہ بھیجی جائے گی۔
اخبار مشتری کی رائے۔ جرمنی بتی کو جلا کر دیکھا گیا واقعی ... گھنٹے تک جلتی ہے اور تیل کی بچت کرتی ہے

مینجر امریکن سٹور ۶۱ بھاٹی گیٹ لاہور

اسلام کو صحیح رنگ میں پیش کرنے کیلئے ایک ماہوار رسالہ

حقیقتِ اسلام

لاہور سے جاری ہوا ہے جو افراط و تفریط سے بالکل الگ ہو کر دین کا سیدھا راستہ بتائے گا۔ اور اس سے نہ صرف اسلام کے تمام فرقے بلکہ غیر مسلم حضرات بھی جو حق و باطل میں تمیز کرنے کے خواہاں ہوں۔ فائدہ اٹھا سکیں گے۔

چندہ سالانہ صرف دو روپیہ — نمونہ کا پرچہ مفت

اگر آپ بھی اس تحفہ کو مفت حاصل کرنا چاہتے ہوں تو آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر اپنا اسم گرامی درج رجسٹر کرائیں۔

المشتہر (مینیجر)

پیکو آرٹ پریس بیرون موچی دروازہ لاہور

ضرورت ملازم

ہم کو ایک ایسے کلرک کی ضرورت ہے جو کہ انٹرنس پاس یا ایف۔ اے فیل ہو۔ اور انگلش میں اچھی طرح سے گفتگو کر سکتا ہو۔ شروع میں مبلغ ... تنخواہ ملے گی۔ اور دو روپیہ سالانہ ترقی ہوگی۔ گریڈ ۵۰ روپے تک ہوگا۔ جو موٹر چلانے کا کام جانتا ہو اس کو ترجیح دی جائیگی۔ رہائش کی جگہ مفت ہو گی۔

عرضی پر امیر جماعت کے چال چلن کی بابت دستخط ضروری ہیں۔

برٹش موٹر ورکس سینٹ جان روڈ لاہور چھاؤنی

قلیل سرمایہ سے چلنے والی فائدہ مند تجارت

فرم ہذا کے کارکن احمدی ہیں

امریکن سیکنڈ ہینڈ (مستعمل) کوٹوں کی سربند گانٹھیں منگوا کر فروخت کرو۔ موسم سرما میں ہر جگہ چلنے والی تجارت ہے۔ تازہ چالان کا نرخ پہلے سے بہت کم کر دیا ہے۔ موسم زور پر ہے۔ جلد آرڈر دیجئے۔ مردانہ گرم چیسٹر کوٹ بڑا لمبا ہر علاقہ میں شرفاء کے پہننے کے قابل عام بنہ ۱۰۰ عدد کی سربند گانٹھ قیمت رعایتی معہ کرایہ ریل درجہ اول ۹۵/- روپیہ درجہ سپیشل (خاص) بہت اعلیٰ بڑھیا ۱۱۵/- روپیہ مردانہ ہاف کوٹ درجہ اول ۱۰۰ عدد کی سربند گانٹھ ۱۷۵/- روپیہ

کٹ پیس

گرم و سرد مختلف اقسام کے کٹ پیس کی چھوٹی نمونہ کی گانٹھیں بالیتی بجسٹ ذ ... دو عدد اور تین عدد روپیہ

چہارم رقم ہمراہ آرڈر آنی چاہیئے۔ مفصل لسٹ طلب کرو

امریکن کمرشیل کمپنی (گورنمنٹ میں رجسٹری شدہ) بمبئی ۸

انگریزی سیکھنے والوں کی خوش قسمتی

کا ایک تازہ ثبوت

جناب ملک مبارک احمد خان صاحب جنرل سکرٹری، انجمن حمایت اسلام پنجاب لاہور فرماتے ہیں۔

آپ نے جدید انگلش ٹیچر شائع کر کے ملک کی بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ اور انگریزی سیکھنے والوں پر احسان عظیم کیا ہے۔ میں نے اپنی خالہ کو انگریزی پڑھانے کے لئے کتنی نام نہاد انگلش ٹیچر خرید کر دیں۔ مگر سب فضول اور رائیگاں

آپ کی انگلش ٹیچر سے چھ ماہ کے اندر خاصی انگریزی سیکھ گئی ہیں۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے تحت بطور شکریہ عریضہ ہذا ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کے عوض آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور ملک کو اس سے کماحقہٗ مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔

قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ اگر یہ کتاب درحقیقت آپ کے لئے یا آپ کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک گوہر بے بہا ثابت نہ ہو۔ تو کل قیمت واپس منگوا لیں۔

قمر برادرز (الف) شملہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اسمبلی کے اجلاس میں ۲۱ نومبر کو آرڈیننس بل پر بحث ہوئی کئی موافقانہ و مخالفانہ تقریروں کے بعد اسے مشتہر کرنے کی تحریک پیش ہوئی۔ جو ۵۸ کے مقابلہ میں ۶۳ آراء کی کثرت سے مسترد ہو گئی۔

کوئٹہ پوسٹ آفس کے ایک ہندو ذمہ دار افسر نے اپنے ماتحت مسلمانوں کو جو حکم دیا ہے کہ ظہر کی نماز ادا نہ کیا کریں۔ وگرنہ اس دن کی غیر حاضری لگا کرے گی۔ سید مرتضیٰ بہادر نے اس کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر اسمبلی میں تحریک التواء کا نوٹس دیدیا ہے۔

پنجاب کونسل میں ۲۲ نومبر کو آرڈیننس بل پھر پیش ہوا۔ غیر سرکاری ارکان کی طرف سے اگرچہ مخالفت کی گئی۔ لیکن بل منظور ہو گیا۔ متعدد ترمیمات پیش ہوئی تھیں۔ جو سب کی سب گر گئیں۔

ٹریبیون کا نامہ نگار نئی دہلی سے اطلاع دیتا ہے کہ حکومت کے اعلےٰ طبقوں میں یہ افواہ گرم ہے کہ گاندھی جی آئندہ ماہ میں کسی وقت رہا کر دیا جائے گا۔

گاندھی جی سے ایوننگ انڈیا کے نامہ نگار نے ۲۲ نومبر کو یرودا جیل میں ملاقات کی۔ گاندھی جی نے بیان کیا۔ کہ مجھے یہ تمام طور پر کہدینا چاہیئے۔ کہ میری زندگی ہندو مذہب کی اصلاح کے لئے وقف ہو چکی ہے۔

آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس کی صدارت کے لئے ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اور اغلب ہے کہ وہی اس کے فرائض سر انجام دینگے۔ استقبالیہ کمیٹی کے صدر راجہ نریندر ناتھ مقرر ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر مونجے نے ہندو مہا سبھا کے صدر کی حیثیت سے اعلان کیا ہے کہ الہ آباد کانفرنس کے فیصلہ جات کو اگر مسلمان منظور نہیں کرینگے۔ تو ہندو بھی نہیں کر سکتے۔

اخبار تیج دہلی کے مینجنگ ڈائرکٹر کے نام کی تبدیلی کی چونکہ درخواست دی گئی تھی۔ اس لئے اس سے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔

پیرس سے ۱۳ نومبر کی اطلاع ہے کہ وزیر اعظم کی ٹرین جا رہی تھی۔ کہ کسی نے لائن پر بم رکھدیا۔ لیکن اتفاق سے وہ گاڑی کے پہنچنے سے پہلے ہی پھٹ گیا۔ اور کوئی نقصان نہ ہوا۔

ضلع لائل پور کے تیس گاؤں کے اچھوتوں نے بقول مہاتما ہنسراج فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر آئندہ موسم گرما تک ان کو کنوؤں سے پانی وغیرہ بھرنے کے متعلق عام آزادی نہ دی گئی۔ تو وہ مسلمان ہو جائیں گے۔

گول میز کانفرنس کے مسلم ارکان اسلامی حقوق کے تحفظ کے لئے پوری طرح کوشاں ہیں۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے ۱۲ نومبر ارکان پارلیمنٹ کو علیحدگی سندھ کے متعلق ایک نوٹ ارسال کیا۔ جس کے ساتھ سندھ کانفرنس حیدر آباد کی ایک قرارداد بھی شامل تھی۔

آئرلینڈ کے کسانوں کی انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ مختلف علاقہ جات کے ایک لاکھ کسانوں کے ڈبلن میں مظاہرہ کا انتظام کیا جائے جو مسٹر ڈی ویلرا کے سامنے اپنی مشکلات و مصائب پیش کریں۔ اور مطالبہ کریں۔ کہ حکومت ان کے ذرائع خورد و نوش کا انتظام کرے۔

الور کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں مکمل ہو رہی ہیں۔ مجلس استقبالیہ مرتب ہو چکی ہے کانفرنس کا اجلاس ۳ و ۴ دسمبر کو فیروزپور جھرکہ میں منعقد ہوگا۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۲۳ نومبر کو ایک سوال کے جواب میں مسٹر ہیگ نے بتایا۔ کہ گاندھی جی کی رہائی وغیرہ کے سلسلہ میں گورنمنٹ کی پوزیشن وہی ہے جو ۲۹ اپریل کو پارلیمنٹ میں بیان کر دی گئی تھی یعنی انہیں رہا نہیں کیا جائیگا۔

کومیلا سے ۲۱ نومبر کی اطلاع مظہر ہے کہ پولیس کا ایک جمعدار نوجوانوں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ کہ ان میں سے ایک نے اس کے سینہ میں ریوالور سے گولی ماردی۔ حملہ آور بھاگ گیا۔ لیکن گرفتار کر لیا گیا۔

وائسرائے کی خدمت میں دہلی مرچنٹس ایسوسی ایشن کی طرف سے ۲۳ نومبر کو ایک ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ جو لوگ اپنے ملک کی بھلائی چاہتے ہیں اور امن کے خواہش مند ہیں۔ وہ میدان میں آئیں اور کھلے طور پر کہیں کہ ملک کی حالات بہتر ہو گئے ہیں۔ نیز آئینی ترقی اور قیام امن کے لئے کام کرنے والوں کی امداد کریں۔

ننکانہ صاحب میں ۲۲ نومبر کو چند کسان عورتیں کھیتوں میں کام کر کے آ رہی تھیں۔ کہ ایک کھیت میں بم پڑا ہوا تھا۔ ایک عورت نے لاعلمی کی وجہ سے اسے ٹھوکر ماری۔ بم پھٹ گیا۔ اور وہ زخمی ہوئی۔ اور ہسپتال میں جا کر مر گئی۔ چند روز قبل بھی ننکانہ صاحب میں ایک گوردوارہ میں ایک بم پھٹ گیا تھا۔

کپورتھلہ سٹیٹ کے وزیر اعظم نے حکم دیا ہے کہ آئندہ کوئی ریاستی باشندہ اخبارات میں کسی قسم کا مضمون نہ بھیجے۔ اور نہ ہی ریاست کے نظام حکومت پر نکتہ چینی کرے۔

مہاشہ خوشحال چند مدیر ملاپ کو چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے اطلاع دی ہے کہ ان کا لڑکا رنبیر سنگھ ریگولیشن کے ماتحت منٹگمری جیل میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔ اور ہر ہفتہ معین رشتہ دار ان سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ پنجاب کونسل میں گورنمنٹ نے اس کی گرفتاری کی اصل وجہ بتانے سے انکار کر دیا ہے۔

لاہور کے ایک ہندو محلہ میں ایک جوتشی پھر رہا تھا۔ کہ ایک ہندو عورت نے اسے ہاتھ دکھایا۔ اسے جوتشی نے کہا سونے کا زیور لاؤ تو اس کے ساتھ منتر لکھ کر لگا دوں۔ عورت نے بائیس تولہ وزنی سونے کے کڑے اسے دیئے۔ اس نے عورت کو مندر کے لانے کو کہا۔ اور جب وہ لائی۔ تو اس میں ایک اور چیز ڈال کر بند کر دیا اور کہا اسے کل کھولنا۔ اور خود کڑے لے کر رفو چکر ہو گیا

بنگال کونسل میں ۲۲ نومبر کو وزیر بلدیات نے اعلان کیا کہ کلکتہ کارپوریشن کا آئندہ انتخاب مخلوط ہوگا اور نوے نشستوں میں سے مسلمانوں کو ۱۹ ملیں گی۔ یہ اس صوبہ کا حال ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

بنگال کونسل میں ۲۲ نومبر کو ہوم ممبر نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ کوئی سیاسی ملزم عورت انڈیمان نہیں بھیجی جائیگی اور اس وقت حکومت کسی بھی سیاسی قیدی کو انڈیمان بھیجنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

پنجاب کرسچن لیگ کے سکرٹری نے اعلان کیا ہے کہ الہ آباد کانفرنس بے موقع اور بے محل تھی۔ اس میں مسلمانوں کے سر کو مجروح اور عیسائی اقلیت کو پاؤں تلے روندا گیا ہے۔ یہ عدل و انصاف کے ساتھ تمسخر اور خوفناک سازش کا نتیجہ ہے

حکومت بنگال نے ایک حکم کے ذریعہ چٹاگانگ کے علاقہ میں مزید دو ماہ کے لئے آتشبازی اور پٹاخوں وغیرہ کا استعمال ممنوع قرار دے دیا ہے۔

مدراس سے ۲۳ نومبر کی اطلاع ہے کہ ایک قریب کے قصبہ میں انتخاب کے سلسلہ میں عیسائیوں کے دو فریقوں میں فساد ہو گیا بلکہ پولیس پر بھی سنگباری کی گئی۔ مجبوراً پولیس نے گولی چلا دی۔ کئی آدمی زخمی ہوئے۔

مقدمہ سازش لاہور کے سلطانی گواہ پھنندر ناتھ گوش کے قتل کے الزام میں گاندھی آشرم کے دو کارکن گرفتار کئے گئے ہیں۔

چٹاگانگ اور ڈھاکہ ڈویژن میں مزید دو ماہ کے لئے قانون انسداد دہشت انگیزی کے نفاذ کا اعلان سرکاری طور پر کر دیا گیا ہے۔

کلکتہ کے چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے ایک جرمن کے خلاف اس الزام میں وارنٹ جاری کیا ہے۔ کہ اس نے ایک فرم کھول کر حصہ داروں سے ۴ ہزار روپیہ ہتھیا لیا۔ اور پھر کلکتہ سے مفرور ہو گیا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی